رجب ۱۳۸۸ ھجری
اخاء ۱۳۴۷ ھجری شمسی
اکتوبر ۱۹۶۸ عیسوی

جماعت کو نصیحت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''اے میری جماعت سنو اور یاد رکھو .... تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو - نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو ۔''

(روئیداد جلسہ دعا)

-: مدیر :-

عطاء المجیب راشد

سالانہ بدل اشتراک چھ روپے
قیمت فی پرچہ ساٹھ پیسے

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع بالکل قریب آچکا ہے امید ہے کہ سب خدام اس روح پرور اور تربیتی اجتماع میں شمولیت کے لئے رخت سفر باندھنے کی تیاری کر رہے ہوں گے !

خدام بھائیوں کی توجہ اور یاددہانی کے طور پر اجتماع کا تفصیلی پروگرام پیش خدمت ہے

ادارہ

پروگرام سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ اکتوبر ۱۹۶۸ء ۔ اخاء ۱۳۴۷ ہش

پہلا دن

جمعۃ المبارک ــــــــــ ۱۸ اخاء (اکتوبر)

وقت	پروگرام
۷-۳۰ تا ۱۱-۰۰	ٹکٹ داخلہ کا حصول اور خیموں کا نصب کرنا
۱۱-۰۰ تا ۱۱-۳۰	معائنہ صدر محترم
۱۱-۳۰ تااختتام جمعہ	وقفہ برائے طعام و نماز جمعہ و عصر
اختتام جمعہ تا ۳-۰۰	خدام کی مقام اجتماع میں حاضری
۳-۰۰ تا ۳-۱۵	رپورٹ حاضری از نگران صاحبان قطعات
۳-۱۵ سے	تلاوت قرآن مجید ۔ عہد افتتاحی تقریر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
۴-۳۰ تا ۵-۱۰	فٹ بال ۱ ۔ کبڈی ۱
۵-۱۰ تا ۵-۵۵	فٹ بال ۲ ۔ کبڈی ۲
۵-۵۵ تا ۶-۰۵	تیاری نماز
۶-۰۵ تا ۶-۲۵	نماز مغرب و عشاء
۶-۲۵ تا ۶-۴۵	درس قرآن مجید
۶-۴۵ تا ۷-۴۵	وقفہ برائے طعام (اس دوران سٹیج پر تلاوت قرآن کریم کا ابتدائی مقابلہ ہوگا)
۷-۴۵ تا ۸-۴۵	شوریٰ (سب کمیٹیوں کا تقرر و سالانہ رپورٹ)
۸-۴۵ تا ۹-۳۰	تقریری مقابلے (معیار سوم)
۹-۳۰ تا ۱۰-۳۰	علمی مقابلے (حفظ قرآن مجید ۔ ترجمہ قرآن مجید ۔ مطالعہ احادیث مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
۱۰-۳۰	شب بخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ——— وعلی عبدہ المسیح الموعود

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

المصلح الموعودؓ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۴ — شمارہ ۱۲

اخاء سنہ ۱۳۴۷ ہش
اکتوبر ۱۹۶۸ء

مدیر
عطاء المجیب راشد

نائبین
امین اللہ خاں سالک ——— منصور احمد عمر

سالانہ چندہ چھ روپے ——— قیمت فی پرچہ ساٹھ پیسے

محمد شفیق قیصر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا۔

ترتیب

اداریہ

خدامِ احمدیت!

آؤ خدا کے گھر آباد کریں!

کیا کبھی آپ نے اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے کہ مسجدیں خدا کا گھر ہیں۔ اور اس گھر کا مالک ہمیں ہر روز پانچ مرتبہ اپنی طرف آنے کی دعوت دیتا ہے۔

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو بظاہر ہر مسلمان پر آشکارا ہے لیکن تمام معروف اور مشہورِ عام حقیقتوں میں سے غالباً یہ اس زمانہ کی سب سے زیادہ فراموش کردہ حقیقت ہے!

کروڑہا مسلمان ہیں جو اس سے باخبر ہوتے ہوئے بھی بے خبر ہیں۔ جانتے ہوئے بھی انجان ہوئے بیٹھے ہیں۔ سنتے ہیں لیکن نہیں سنتے۔

ہر روز پانچ مرتبہ ہمارا ربّ ہمیں اپنی طرف بلاتا ہے تا کہ ہمارے داغوں کو دھوئے اور ہماری میلوں کو دُور کرے۔ ہر روز پانچ مرتبہ ہمارا ربّ ہمیں اپنی طرف بلاتا ہے تا کہ ہمیں دنیا کی آلودگیوں سے پاک و صاف کرے اور گناہوں سے ہماری بخشش کا سامان فرمائے۔ ہر روز پانچ مرتبہ ہمارا ربّ ہمیں اپنی طرف بلاتا ہے تا کہ ہمیں نئی نئی نیکیوں سے آراستہ کرے اور تقویٰ کے نئے نئے لباس ہمیں پہنائے۔ ہر روز پانچ مرتبہ ہمارا ربّ ہمیں اپنی طرف بلاتا ہے تا کہ ہماری سیرت کو نیا حسن عطا کرے اور روح کو نئی تازگی بخشے۔ وہ ہمیں پیار کیلئے بلاتا ہے پیار کے اظہار کیلئے بلاتا ہے وہ بلاتا ہے ہمارے سینوں کو اپنی محبت سے بسانے کیلئے ہمارے غم لینے کے

کرنے اور ہماری خوشیاں بڑھانے کیلئے وہ ہمیں اس لئے بلاتا ہے کہ ہماری سجدہ ریز روحوں کو رفعت بخشے اور جھکے ہوتے سروں کو پیار سے اونچا کرے۔ کبھی کسی بلانے والے نے اس سے بڑھکر فلاح کی راہوں کی طرف نہیں بلایا۔ کبھی کسی پکارنے والے نے اس سے بہتر فلاح کی طرف دوڑے چلے آنے کی دعوت نہیں دی۔ ماؤں نے بچوں کو کب اس پیار سے آواز دی ہے کب باپوں نے اولاد کو اس خلوص سے یاد کیا۔ لیکن کتنے ہیں خدا کے بندے جو اس حقیقت کو محسوس کرتے اور اس آواز کو پہچانتے ہیں۔ کتنے ہیں جو شعوری طور پر عبادت کی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسجدوں کی طرف جاتے اور ایک زندہ خدا کی زندہ عبادت کرتے ہیں؟ کم ہیں بہت کم ہیں۔ وائے حسرت کہ بہت کم ہیں یہ لوگ!

کروڑہا ہیں وہ مسلمان جن کی نہ روحیں مساجد سے آشنا رہی ہیں نہ جسم۔ اور لاکھوکھہا ہیں وہ نمازی جو روحوں کو دنیا میں الجھا کر جسمانی بتوں کو جانب مسجد گھسیٹے لئے جاتے ہیں۔ کتنی ہی زبانیں اظہارِ عبودیت میں اس طرح متحرک ہیں کہ دل انکے ساتھ مرتعش نہیں ہوتے اور ذہن ان کا مفہوم سمجھنے سے عاری ہیں۔ انسانوں کے گھر آباد ہو رہے ہیں اور خدا کے گھر ویران ہوتے جاتے ہیں۔ انسانوں کے گھروں میں بلند یا سرگوشیاں کرتی ہوئی آوازیں دلوں کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ مگر خدا کے گھر میں ادا ہونے والے کلمات انسانی افکار و جذبات سے عاری ہوتے ہیں۔

اب کون ہے جو اس حالتِ غیر کی کایا پلٹے گا؟ کون ہے جو اپنے گھروں کو بظاہر ویران چھوڑ کر بھی خدا کے گھر کو آباد کریگا۔ کون ہے جو انسان کو ایک بار پھر عبادت کے اسلوب سکھائیگا اور مخلوق کے دل میں خالق کی محبت کے جذبات انگیختہ کریگا۔ ہم ہیں اے خدام احمدیت۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں!

آج دنیا کی نجات ہم سے وابستہ کی گئی ہے۔ آج عبادت کے قیام کی ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی ہے۔ آج مسجدوں کی رونق بڑھانے پر ہم مامور کئے گئے ہیں۔ پس آؤ! ہم خدا کے گھر آباد کریں وہ ہمارے گھروں کو آباد کرے گا۔ آؤ ہم اپنے سینوں کو اس کے پیار سے بھر دیں۔ وہ ہم سے پیار کرے گا۔ وہ سب محبوبوں سے بڑھ کر محبوب۔ وہ سب پیاروں سے پیارا آسمانی آقا اپنے بندوں کی انتظار میں ہے!

مرزا طاہر احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ - ربوہ

معارف القرآن

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ان (صحابہ کرام) سے راضی ہو گیا۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

تفسیر:۔ اس آیت کی تفسیر میں مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں حواریوں کو پیش کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے حواریوں کی تعریف میں ساری انجیل میں ایک بھی ایسا فقرہ نظر نہ آئے گا۔ کہ انہوں نے میری راہ میں جان دے دی۔ بلکہ برخلاف اس کے ان کے اعمال ایسے ثابت ہوں گے جس سے معلوم ہو کہ وہ حد درجہ کے غیر مستقل مزاج، غدار اور بے وفا اور دنیا پرست تھے۔ اور صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں وہ صدق دکھلایا کہ انہیں رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کی آواز آگئی۔ یہ اعلیٰ درجہ کا مقام ہے جو صحابہؓ کو حاصل ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اس مقام کی خوبیاں اور کمالات الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جانا ہر شخص کا کام نہیں۔ بلکہ یہ توکل، تبتّل اور رضا و تسلیم کا اعلیٰ مقام ہے۔ جہاں پہونچ کر انسان کو کسی قسم کا شکوہ شکایت اپنے مولیٰ سے نہیں رہتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے راضی ہونا یہ موقوف ہے بندے کے کمال صدق و وفاداری اور اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اور طہارت اور کمال اطاعت پر۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے معرفت اور سلوک کے تمام مدارج طے کر لئے تھے۔ اس کا نمونہ حواریوں میں اگر تلاش کریں تو ہرگز نہیں مل سکتا۔ پس نرے سلب امراض پر خوش ہو جانا یہ کوئی دانشمندی نہیں ہے اور روحانی کمالات کا شیدائی ان باتوں پر خوش نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں تمہارے لئے یہی پسند کرتا ہوں کہ تم اپنے دل کو پاک کرو۔ کہ مولیٰ کریم تم سے راضی ہو جاوے اور تم اس سے راضی ہو جاؤ۔ پھر وہ تمہارے جسم میں تمہاری باتوں میں ایسی برکت رکھ دے گا۔ جو سلب امراض کرنے والے بھی انہیں دیکھ کر حیران اور شرمندہ ہوں گے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۳۹-۱۴۰)

درس حدیث

نوعِ انسان پر شفقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بعض بندوں سے فرمائے گا۔ کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور مَیں تم سے خوش ہوں۔ کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ مَیں ننگا تھا۔ تم نے کپڑا دیا۔ مَیں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ مَیں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہیں گے کہ یا اللہ! تُو تو ان باتوں سے پاک ہے۔ تُو کب ایسا تھا جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب وہ فرمائے گا کہ میرے فلاں فلاں بندے ایسے تھے۔ تم نے ان کی خبر گیری کی۔ وہ ایسا معاملہ تھا کہ گویا تم نے میرے ساتھ ہی کیا۔ پھر ایک اور گروہ پیش ہوگا۔ ان سے کہے گا کہ تم نے میرے ساتھ بُرا معاملہ کیا۔ مَیں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ پیاسا تھا پانی نہ دیا۔ ننگا تھا مجھے کپڑا نہ دیا۔ مَیں بیمار تھا میری عیادت نہ کی۔ تب وہ کہیں گے کہ یا اللہ تعالیٰ! تُو تو ایسی باتوں سے پاک ہے۔ تُو کب ایسا تھا جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا۔ اس پر وہ فرمائے گا۔ کہ میرا فلاں فلاں بندہ اس حالت میں تھا۔ اور تم نے اس کے ساتھ ہمدردی اور سلوک نہ کیا وہ گویا میرے ہی ساتھ کرنا تھا۔

غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کئے جاتے ہیں ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے۔ اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں۔ اور اس خدا داد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔"

(ملفوظات مسیح موعودؑ جلد ہشتم صفحہ ۱۰۲-۱۰۳)

ملفوظات

ترقی کرنے کا راز

" لوگ چاہتے ہیں کہ ترقی ہو۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ ترقی کس طرح ہوا کرتی ہے۔ دنیا داروں نے تو یہی سمجھ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہو گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ راستبازی سے ہوا کرتی ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے نمونہ رکھا ہوا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی جماعت کا نمونہ دیکھو۔ ترقی اس طرح ہو گی جیسے پہلے ہوئی تھی۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ پہلے جو ترقی ہوئی وہ اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی سے ہوئی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے جویا ہوئے اور اس کے احکام کے تابع ہوئے۔ اب بھی جب ترقی ہو گی اسی طرح ہو گی۔

...... جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جس قدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں۔ اسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں۔ **قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے** اللہ تعالیٰ نے تجارت، زراعت اور ذرائع معاش سے جو حلال ہوں منع نہیں کیا مگر ہاں اس کو مقصود بالذات قرار نہ دیا جاوے۔ بلکہ اس کو بطور خادم دین رکھنا چاہیئے۔ زکوٰۃ سے بھی یہی منشا ہے کہ وہ مال خادم دین ہو۔

خوب یاد رکھو کہ اصل طریق ترقی کا یہی ہے۔ جب تک قوم اللہ تعالیٰ کے لئے قدم نہیں اٹھاتی اور اپنے دلوں کو پاک صاف نہیں کرتی کبھی ممکن نہیں کہ یہ قوم ترقی کر سکے۔ یہ خیال محض غلط ہے کہ صرف انگریزی پڑھنے اور انگریزی لباس پہننے اور شراب پینے اور فسق و فجور میں مبتلا ہونے سے ترقی ہو سکتی ہے یہ تو ہلاک کرنے کی راہ ہے۔

پس تم اپنی نیتوں کو صاف کرو۔ اللہ تعالیٰ کو رضا مند کرو۔ دعاؤں میں لگے رہو اور دین کی اشاعت کے لئے دعا کرو۔ پھر منع نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس قسم کی استعداد اور مناسبت معاش کے لئے دی ہے اس سے کام لو۔ زراعت ہو یا ملازمت یا تجارت، کرو مگر یہ نہیں کہ اس کو مقصود بالذات سمجھ کر دل اس سے لگا لو...... میری غرض اور تعلیم تو یہ ہے جو اس پر مخالفت کرے اس کا اختیار ہے جنسی کرے اختیار ہے مگر حق یہی ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۹، ۳۱)

تبرکات

یادِ خُدا

(حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ۴۳ سال پرانی نظم)

عیسیٰؑ کو چرخ پر نہ بٹھاتے تو خوب تھا
احمدؐ کو خاک میں نہ سُلاتے تو خوب تھا

زندہ خدا سے دل کو لگاتے تو خوب تھا
مُردہ بتوں سے جان چھُڑاتے تو خوب تھا

قصّے کہانیاں نہ سُناتے تو خوب تھا
زندہ نشان کوئی دکھاتے تو خوب تھا

اپنے تئیں جو آپ ہی مُسلم کہا تو کیا
مُسلم بنا کے خود کو دکھاتے تو خوب تھا

تبلیغ دینِ حق میں لگا دیتے زندگی!
بے فائدہ نہ وقت گنواتے تو خوب تھا

دُنیا کی کھیل کُود میں ناصر پڑے ہو کیوں
یادِ خدا میں دل کو لگاتے تو خوب تھا

(ریویو آف ریلیجنز جنوری ۱۹۲۵ء)

منصور احمد عمر

قرآنی دعائیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسانی پیدائش کا مقصد عبادتِ الٰہی اور تقرب الی اللہ قرار دیا ہے۔ اس عظیم مقصد کے حصول کی خاطر جہاں مجاہدہ اور کوشش کو لازمی قرار دیا وہاں خدا تعالیٰ نے دعا اور استعانت کا بھی حکم دیا اور یہ دونوں امور دراصل لازم و ملزوم ہیں۔ عمل کے بغیر دعا بے سُود ہے اور دعا کے بغیر عمل بیکار۔ زندگی کی گاڑی کے لئے یہ امور دو پہیوں کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے بغیر منزلِ مقصود تک پہنچنا ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جہاں عمل، مجاہدہ اور کوشش کے طریق بتائے ہیں وہاں دعا کی تاکید بھی کی ہے۔ مختلف پیرایہ میں متعدد دعائیں سکھائی ہیں جن کا وِرد مقصدِ حیات کے حصول کا باعث بنتا ہے۔ قرآنِ کریم میں ساٹھ کے قریب دعائیں درج ہیں جن میں سے بعض کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ دعائیں پڑھا کرو۔ بعض انبیاء علیہم السّلام کی زبانی بیان ہوئی ہیں اور بعض مومنوں اور فرشتوں کی طرف منسوب ہیں۔ ہر مومن اور مسلمان کا فرض ہے کہ ان سب دعاؤں کو نمازوں میں بھی اور نمازوں کے علاوہ بھی پڑھتا رہا کرے۔ اگرچہ دعائیں اپنے الفاظ میں بھی کی جا سکتی ہیں اور دیگر مسنون دعائیں بھی ہیں لیکن زیادہ اہمیت کی حامل وہ دعائیں ہیں۔ جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں خود سکھائی ہیں۔ کہ اے میرے بندو! اگر میرا قرب اور وصال حاصل کرنا چاہتے ہو تو یہ دعائیں تضرّع اور ابتہال کے ساتھ مجھ سے مانگو۔ مَیں تمہاری دعائیں قبول کرتے ہوئے تمہیں نوازوں گا۔

اس مضمون میں صرف ان قرآنی دعاؤں کا بیان کیا جاتا ہے جن کے متعلق ارشادِ باری ہے کہ اے مومنو! ان کا وِرد ضرور کیا کرو۔ ان دُعاؤں سے قبل "قُلْ" کا لفظ مذکور ہے۔ یعنی یہ دعائیں خدا تعالیٰ سے ضرور مانگو۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ "قُلْ" فعل امر واحد کا صیغہ ہے۔ قرآنی محاورہ کی رُو سے بعض اوقات اس کا مخاطب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود ہوتا ہے۔ بعض اوقات مومنین اور اکثر اوقات دونوں ہی مخاطب ہوتے ہیں۔ "قُلْ" کے لفظ سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مخاطب کا فرض ہے کہ نہ صرف خود یہ دعائیں مانگے بلکہ ساری دنیا میں اس امر کا اعلان کرے کہ یہ دعائیں بکثرت پڑھی جائیں۔ بہرحال مندرجہ ذیل دعائیں جو لفظ "قُلْ" سے شروع ہوتی ہیں امتِ مسلمہ کے ہر فرد کو بڑی عاجزی، تضرّع اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئیں:۔

۱- رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ (طٰہٰ: ۱۱۵)

یعنی اے میرے رب! میرے علم کو بڑھا۔

مرد کامل آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور ہر مومن کے لئے یہ ارشاد باری ہے کہ خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگتے رہا کرو۔ کہ وہ ہمارے علم کو بڑھائے کیونکہ اصل علم وہی ہے جو خدا تعالیٰ سکھلائے۔ جس انسان کا معلم خود خدا تعالیٰ بن گیا۔ اسے علم کی احتیاج کیا باقی رہ جائیگی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ میں خود تمہارا معلم بن جاؤں گا۔

۲- رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔ (بنی اسرائیل - ۲۵)

یعنی اے میرے رب! ان دونوں (یعنی میرے والدین) پر مہربانی کر۔ کیونکہ انہوں نے میرے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔

والدین کے اولاد پر کس قدر احسانات ہوتے ہیں ان احسانات کا بدلہ دینے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں اولاد کو یہ حکم دیا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ انہیں اُف تک نہ کہو اور ان کے لئے خاکساری کے بازو جھکا دو۔ وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور رحم اور بخشش کی دعا بھی کیا کرو۔ قرآن کریم میں وارد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دیگر دعاؤں کے علاوہ اپنے والدین کی بخشش کے لئے بھی دُعا کیا کرتے تھے۔

۳- رَبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ۔ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ (المومنون - ۹۴، ۹۵)

(یعنی) اے میرے رب! اگر تو میری زندگی میں وہ کچھ دکھادے جس کا ان (دشمنان اسلام) سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ تو اے میرے رب! تو مجھے ظالم قوم میں سے نہ بنائیو۔ (یعنی ان کے عذاب میں شریک نہ کیجیئو)

سورۃ المؤمنون ہجرت مدینہ سے کچھ عرصہ قبل نازل ہوئی تھی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے بطور پیشگوئی فرمایا ہے۔ کہ مومنوں کی کامیابی کا وقت قریب آگیا ہے اس غرض کے لئے سورۃ کے آخری رکوع میں مومنوں کو تین دعائیں سکھلائی گئی ہیں۔ کہ فتح کے حصول، دشمنوں کے شر سے حفاظت اور رحمت خداوندی کے نزول کے لئے ان دعاؤں کا ورد ضروری ہے۔ زمانہ حاضرہ میں بھی جبکہ اسلام غربت کی حالت میں ہے۔ اس کی فتح اور مومنوں اور مسلمانوں کی کامیابی اور مغفرت کے لئے ان دُعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔

زیر نظر دعا میں مومنوں کو خدا تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اسلام کی فتح کی خاطر جب دشمنان اسلام پر عذاب نازل ہوگا۔ تو تم مجھ سے یہ دُعا کرنا کہ اے خدا! ہمیں اس عذاب اور ہلاکت سے محفوظ رکھنا اور ہمیں ایمان پر استقامت عطا فرمانا۔

۴- رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔ (المومنون ۹۸، ۹۹)

(یعنی) اے میرے رب! میں سرکش لوگوں کی شرارت سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے بھی کہ وہ میرے سامنے آجائیں۔

سورۃ المومنون کی اس دوسری دُعا میں شیطان کے چیلوں یعنی سرکش لوگوں کے ان حملوں سے بچاؤ کی دعا سکھلائی گئی ہے۔ جو مومنوں کو کچل ڈالنے کے لئے ان کی طرف سے کئے جاتے ہیں بلکہ یہ سکھلایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے حضور یہ دعا کرو کہ ان کا ہم پر غالب آنا تو درکنار وہ ہمارے قریب بھی نہ بھٹک سکیں۔ یعنی وہ ہمیں کسی قسم کی تکلیف نہ دے سکیں۔

۵۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔ (المومنون۔ ۱۱۹)

(یعنی) اے میرے رب! معاف کر اور رحم کر اور تُو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔

سورۃ المؤمنون کی اس آخری آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام کی اشاعت اور اس کی فتح کا سب سے کارگر حربہ یہی ہے کہ مومن اللہ تعالےٰ کے حضور جھک کر اس سے یہ دعا کرتے رہیں کہ وہ ان کی کمزوریوں کو دور فرمائے۔ انہیں اپنے رحم و کرم سے حصّہ دے۔ اور انہیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ دنیا میں توحید قائم کریں اور اسلامی تمدّن کی بنیاد رکھیں:۔

۶۔ اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَ تُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ۔ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ۔ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ٥ (اٰل عمران۔ ۲۷، ۲۸)

(یعنی) اے اللہ! جو سلطنت کا مالک ہے تُو جسے چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے سلطنت لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے غلبہ بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تُو یقیناً ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ تُو رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔ اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور بے جان سے جاندار نکالتا ہے اور جاندار سے بیجان کو پیدا کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

ان آیات میں بھی اللہ تعالےٰ نے اسلامی سلطنت کے قیام کی دُعا سکھلائی ہے۔ یعنی یہ دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ ادیانِ باطلہ کو ذلیل اور ہلاک کرے۔ اسلام کو غلبہ اور سربلندی عطا فرمائے۔ دنیا میں اسلام کی ضیا پاشی ہو اور کفر کی ظلمات کافور ہوں۔ اور مُردہ دلوں کو زندگی نصیب ہو۔

۷۔ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ٥ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ٥ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ٥ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ٥ (الاخلاص)

(یعنی) (یکی اور اصل) بات یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ اللہ (وہ ہستی) ہے جس کے سب محتاج ہیں۔

(اور وہ کسی کا محتاج نہیں) نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے۔ اور (اس کی صفات میں) اس کا کوئی بھی شریک کار نہیں۔

قرآنِ کریم کی آخری تین سورتوں (یعنی الاخلاص الفلق اور الناس) میں قرآن کریم کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ سورتیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان سورتوں میں اللہ تعالےٰ نے توحیدِ کامل کے ذکر کے بعد شیطانی وساوس اور طاغوتی طاقتوں سے بچاؤ کی دعائیں اور مقصد میں کامیابی کے طریق بیان فرمائے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سورتوں کو بے مثل قرار دیا ہے۔ آپؐ سوتے وقت ان کا دم فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص یہ سورتیں صبح و شام پڑھے گا۔ اس کے لئے کافی ہو جائیں گی۔

ان سورتوں کا تعلق خاص طور پر اس زمانہ سے ہے۔ دجالیت اور تثلیث کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے طریق اور دعاؤں کا ذکر ان سورتوں میں ہے۔ سورۃ الاخلاص میں توحید کامل کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو فرمایا تھا کہ تمہارا سورۃ اخلاص سے محبت کرنا تمہیں جنت میں لے جائیگا۔

۸- اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (الفلق)

(یعنی) میں مخلوقات کے رب سے (اسکی) پناہ طلب کرتا ہوں اس کی ہر مخلوق کی (ظاہری اور باطنی) برائی سے (بچنے کیلئے) اور اندھیرا کرنے والے کی ہر شرارت سے (بچنے کے لئے) جب وہ اندھیرا کر دیتا ہے۔ اور (تمام) ایسے نفوس کی شرارت سے (بچنے کے لئے بھی) (جو باہمی تعلقات کی) گرہ میں (تعلق تڑوانے کی نیت سے) پھونکیں مارتے ہیں۔ اور ہر حاسد کی شرارت سے (بھی) جب وہ حسد پہ تُل جاتا ہے۔

قرآن کریم کے شروع اور آخر میں اعوذ پڑھنے کی تعلیم دیکر اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ محمدی دَور کبھی ختم نہ ہوگا۔ سورۃ الناس میں انسانوں کے فتنہ سے بچنے کی دعا سکھلائی گئی ہے اور سورۃ الفلق میں انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوق سے بچنے کی۔

۹- اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ (الناس)

(یعنی) میں تمام انسانوں کے رب سے (اسکی) پناہ طلب کرتا ہوں (وہ رب جو) تمام انسانوں کا بادشاہ (بھی) ہے (اور) تمام انسانوں کا معبود (بھی) ہے (میں اسکی پناہ طلب کرتا ہوں) (ہر) وسوسہ ڈالنے والے کی شرارت سے جو (ہر قسم کے وسوسے ڈالکر آپ) پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جو انسانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کر دیتا ہے خواہ وہ (فتنہ پرداز) مخفی رہنے والی ہستیوں میں سے ہو خواہ عام انسانوں میں سے ہو۔* اس سورۃ میں خاص طور پر

* فتنہ عیسائیت سے بچنے کی دعا سکھلائی گئی ہے عیسائی پادری نظروں سے پیچھے ہٹ کر کام کرتے، بڑوں اور چھوٹوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے اور فتنے [illegible]

مسئلہ جبر و قدر اور اسلام

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تحریرات کی روشنی میں

(مکرم مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے ایل ایل۔بی۔ایڈووکیٹ پشاور)

اخلاقی فکر کا ارتقا کم و بیش گذشتہ تین ہزار سال کی مدت پر پھیلا ہوا ہے۔ اور اس فکر کو مذہب سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس دوران میں یہ سوال ہمیشہ غور و فکر کا موضوع رہا ہے کہ کیا انسان اپنے اعمال میں خود مختار ہے یا مجبور؟ اس مسئلے پر مختلف اوقات میں ہی نہیں بلکہ ایک ہی زمانے میں مختلف و متضاد خیالات مروج رہے ہیں علماء و محققین اخلاقیات دو مخالف کیمپوں میں رہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ جس قدر اعمال انسان سے سرزد ہوتے ہیں یا ہو رہے ہیں۔ جبر کے ماتحت ہیں۔ یعنی انسان اس کے کرنے میں مجبور ہے یہ خیال مذہبی لوگوں میں بھی ہے۔ فلسفیوں میں بھی اور بعض ماہرین علم النفسیات بھی نظریہ رکھتے ہیں۔ مذہبی علماء یہ دلیل دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کائنات کا مالک ہے وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرتا ہے اور مالک کُل ہونے کی حیثیت سے جسے چاہے نیک بنائے جسے چاہے گنہگار بنائے سو اللہ تعالیٰ نے بعض کو بدکار بنایا ہے اور بعض کو نیک بنایا ہے۔ مسیحیوں نے ورثہ کا گناہ تسلیم کر کے جبر کے مسئلہ کو رائج کیا ہے۔ کیونکہ جب انسان ورثہ کے گناہ سے کفارہ کے بغیر آزاد نہیں ہو سکتا ہے تو جس قدر لوگ کفارہ پر ایمان نہیں لاتے گنہگار ہونے پر مجبور ہیں۔ تناسخ کا مسئلہ بھی جبر کی تائید میں ہے کیونکہ جو جُون سابق گناہ کی سزا میں ملی ہے لازماً ان حدبندیوں کے نیچے رہے گی جو سابقہ گناہ کی وجہ سے اس پر لگا دی گئی ہیں۔

"تاریخ فلسفہ" اخلاقیات یونان سے شروع ہوتی ہے۔ خاص طور سے سقراط کے زمانے سے اخلاق کے خدوخال صحیح طور سے اُبھرے اور پوری نشو و نما ہوئی۔ اس زمانے میں انسان کو ہر چیز کا معیار ٹھہرایا گیا۔ بقول ایک فلسفی "Man is measure of every Thing"۔ اور یہ عام مشاہدہ ہے کہ انسان اپنی تمام آرزوؤں کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتا ہے فلسفیوں کے عقیدہ کی بنیاد صرف تجربہ پر تھی، کہ باوجود کوشش کے بعض لوگ گناہ سے نہیں بچ سکتے۔ اور نفس کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ لیکن بعض ماہرین نفسیات نے اس مسئلہ کو علمی مسئلہ بنا دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ چونکہ انسان کی تعلیم کا زمانہ اس کے ارادہ سے پہلے شروع ہوتا ہے یعنی بچپن سے اور ارادہ اور اختیار بلوغ کے وقت پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس کا ارادہ آزاد ہے۔ بلکہ جس چیز کو ہم ارادہ کہتے ہیں درحقیقت وہ وہی میلان ہے جو بچپن کے اثرات اور ماحول کے

نتیجہ میں اس کے اندر پیدا ہو گیا۔ انسان اپنے افعال کو آزاد سمجھتا ہے اور اپنے ارادوں اور خیالات کو خود مختار لیکن درحقیقت وہ صرف بچپن کے تاثرات کے نتائج ہیں چونکہ وہ اس کے نفس کے جزو بن گئے ہیں۔ وہ اسے بیرونی اثر خیال نہیں کرتا۔ بلکہ ارادہ سمجھتا ہے ماہرین نفسیات نے اس دلیل کے حق میں بڑی بڑی کتب لکھ ڈالیں اور فلاسفروں نے بھی اس مسئلہ پر سیر کن بحث کی ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انسان کے کل اعمال جبر کے ماتحت ہو رہے ہیں۔ اور انسان کے ارادہ اور خود مختاری کی کوئی حیثیت نہیں۔ انسان ماحول کی پیداوار ہے۔

جہاں تک ماحول اور خارجی اثرات کا تعلق ہے اسلام میں ان کی سند ملتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا مسیحی بنا دیتے ہیں۔ (بخاری کتاب الجنائز) یعنی ان کی تربیت کے اثر سے وہ بڑا ہونے سے پہلے ان کے غلط خیالات کو قبول کر لیتا ہے اور بے سوچے سمجھے ان کے راستہ پر چل کھڑا ہوتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے بچہ کی پیدائش پر اس کے کان میں اذان کہنے کا حکم دیا ہے۔ اس حکم سے بچپن کے اثرات کی حقیقت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ بہرحال ماحول اور خارجی اثرات و بچپن کی تربیت اور اپنے آباؤ اجداد کے اثرات وغیرہ اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں اور کسی حد تک اس کی مختاری اور ارادہ میں دخل اندازی بھی کرتے ہیں۔

لیکن جبر کی صورت میں جزا و سزا بالکل ایک بے معنی فعل ہو جاتا ہے۔ درحقیقت جزا و سزا کا تمام دارومدار ہی آزادئ کار اور خود مختاری پر ہے۔ تقریباً دنیا کے تمام مذاہب اور خاص طور پر اسلام ہمیشہ اس امر کا مدعی رہا ہے کہ حیاتِ انسانی کا مقصد آئندہ زندگی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے ابدی زندگی صرف اس دنیا کی زندگی نہیں بلکہ وہ اس وقت شروع ہوتی ہے جب موجودہ زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اور اگلے جہان میں انسان کا درجہ اور مرتبہ اس کے ان عقائد و اعمال پر منحصر ہے جن پر وہ اس دنیا میں عامل رہا ہے۔ لہٰذا انسانی اعمال اور عقائد میں خود مختاری اور آزادی ایک ضروری اور لازمی امر ہے جس کے بغیر جزا و سزا کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ماہرین نفسیات اور فلاسفر جو جبر کُل کے حق میں ہیں اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کے اعمال و عقائد میں خود مختاری اور آزادی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ وہ اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔ کہ حالات بدلتے رہتے اور خیالات بھی نئے نئے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ یہ دنیا حالات اور خیالات میں رنگ بدلتی رہتی ہے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ یہ دنیا کبھی بھی ایک حال پر قائم نہیں رہتی۔ ماہرین نفسیات اور فلاسفروں کی رائے کے مطابق اگر بچپن کے اثرات ایسے ہی زبردست ہوتے کہ ان سے چھٹکارا ممکن نہ ہوتا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ابتداء سے اب تک دنیا ایک ہی حال پر قائم و دائم رہتی اور نئے حالات کبھی بھی پیدا نہ ہوتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ

دنیا تغیر پذیر رہی ہے۔ تاریخ اس پر شاہد ہے کہ دنیا
تغیرات اور انقلابات کی آماجگاہ رہی ہے اور تغیرات
انسان کے خیالات کی رَو کو بدلتے رہے ہیں۔ پس یہ
امر ثابت شدہ ہے کہ انسان کے خیالات جو بچپن کے
اثرات کے ماتحت چل رہے ہوتے ہیں بدل سکتے ہیں اور
عملاً بدلتے رہتے ہیں۔ جہاں تک ماحول کا تعلق ہے تاریخ
سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بڑی بڑی شخصیتوں نے ماحول کو یکسر
بدل دیا۔ سیاسی اور مذہبی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مثال ہمارے سامنے ہے
انہوں نے صدیوں کے بُرے ماحول کو مٹا کر ایک روحانی
اخلاقی اور صحت مند ماحول قائم فرما دیا۔

اسلام کا دعویٰ تو یہ ہے کہ انسانی ارادہ اپنی ذات
میں آزاد ہے گو آزادی ایک حد تک محدود بھی ہے۔
یعنی قانونِ قدرت کے معاملہ میں وہ محدود ہے۔ اس کی
وضاحت میں آگے چل کر کرونگا۔ لیکن اس کے اس حد
تک آزاد ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وہ ہدایت
کو دیکھکر اپنے لئے ایک نیا راستہ اختیار کرلے انسان
چونکہ روحانی ترقی کے لئے پیدا کیا گیا۔ اس لئے اس کو
اپنے عمل میں ایک حد تک آزادی بھی ملنی چاہیئے تھی۔
اور ترقی کے لئے کچھ نہ کچھ میدان بھی۔ ہر انسان کو اس
کی پیدائش کے ساتھ قدرت نے ایک امتیازی قابلیت
بخشی ہے جس کے ذریعہ سے وہ بڑے اور بھلے میں تمیز
کرتا ہے۔ یہ قوت ہر انسان میں پیدا کر دی گئی ہے۔
اور انسان کے اندر خیر و شر کے دونوں مادے پیدا
کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ اَلَمْ
نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ
وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ (سورۃ البلد) یعنی کیا
ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں پیدا کیں۔ یعنی
ظاہری اور دل کی آنکھیں جن سے وہ سچائی کو سمجھ سکتا ہے
اور زبان بھی اور دو ہونٹ بھی پیدا نہیں کئے تا زبان اور
ہونٹوں سے وہ اپنے شکوک کا اظہار کر سکے۔ اور اس طرح
اپنے دل کو شکوک سے پاک کرے۔ پھر کیا ہم نے اسے
ہدایت و گمراہی کے دونوں راستے بھی بتا نہیں دیئے؟

جس طرح ملائکہ انسان کے دل میں نیک تحریکیں
پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح شیطان بد تحریکیں پیدا کرتا ہے
لیکن انسان کے اندر دونوں طاقتیں موجود ہیں۔ یعنی
خیر و شر کے قبول یا ردّ کرنے کی طاقت۔ جیسے کہ قرآن شریف
فرماتا ہے:۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا
(سورۃ الشمس)

کہ اس (اللہ) نے (نفس) پاس کی بدکاری (کی راہوں کو
بھی) اور اس کے تقویٰ کے (راستوں) کو بھی اچھی طرح
کھول دیا ہے۔ پھر فرمایا:۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۔ (الشمس)

پس جس نے نفس کو پاک کیا وہ (تو سمجھو کہ) اپنے مقصود کو
پا گیا۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۔ اور جس نے
اُسے (مٹی میں) گاڑ دیا۔ (سمجھو کہ) وہ نامراد ہو گیا۔
انسان ملائکہ کی نیک تحریکوں کو قبول بھی کر سکتا ہے
اور ان کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے۔ وہ شیطان کی بد تحریکوں
کو قبول بھی کر سکتا ہے اور ان کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے۔

یہ دونوں وجود انسان کو کامل کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور اس کے وجود کو ایک حقیقت عطا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ مَلکی اور شیطانی تحریکوں کے بغیر انسان کسی انعام کا مستحق نہیں بن سکتا ہے۔ اور نہ وہ کسی سزا کا متوجب بن سکتا ہے۔ اگر شیطان انسان پر اپنا بد اثر ڈالنے والا نہ ہو تو انسان کسی انعام کا بھی مستحق نہیں۔ اور اگر مَلکی تحریکیں دُنیا میں موجود نہ ہوں تو انسان کسی سزا کا مورد نہیں بن سکتا۔ بدی کا مقابلہ انسان کو انعام کا مستحق بناتا ہے اور نیکی سے منہ موڑنا ہی انسان کو سزا کا مستحق بناتا ہے لیکن نیکی اور بدی پر چلنے کے لئے انسان کو مجبور نہیں کیا۔ صرف اُسے قبول کرنے یا رَدّ کرنے کی مقدرت دے دی ہے۔ اور اسے اپنے اعمال اور عقائد میں خود مختار اور آزاد بنایا ہے۔ اخلاق کی تمام عمارت انسان کی خود مختاری اور آزادی پر منحصر ہے۔

قرآن کریم کلّی جبر کے خلاف ہے بلکہ وہ انسان کی خود مختاری اور آزادی کے حق میں ہے مندرجہ ذیل آیات سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ (نساء ع ۶) یعنی اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر ایک ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اور پھر فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّ لٰکِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ (یونس ع) یعنی اللہ تعالےٰ کی شان تو ایسی ہے کہ وہ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔ ہاں لوگ اپنی جانوں پہ آپ ہی ظلم کرتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ۔ (زمر ع) کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لئے کفر ناپسند کرتا ہے۔ نیز فرمایا۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (کہف ع) یعنی جو چاہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کلام پر ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے۔ بلکہ قرآن کریم جبر کی نفی کرتے ہوئے بیسیوں جگہ بتاتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے جبر ہوتا تو ایمان پر ہوتا نہ کہ کفر پر۔ جیسے فرمایا۔ فَلَوْ شَآءَ لَھَدٰىکُمْ اَجْمَعِیْنَ (انعام ع ۱۸) اگر اللہ تعالےٰ جبر کرتا تو سب کو دینِ حق کی طرف ہدایت کرتا۔ قرآن کریم سے تو وضاحت سے یہ امر ثابت ہے۔ کہ ایمان لانا اور کفر اختیار کرنا بندوں کا فعل ہے اور یہی وجہ ہے کہ کوئی مومن ہے اور کوئی کافر۔ کوئی بُرا اور کوئی اچھا کوئی ہمدرد اور کوئی ظالم۔ جیسے کہ فرمایا۔ فَمِنْھُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ مِنْھُمْ مَّنْ کَفَرَ۔ یعنی لوگوں میں سے بعض تو ایسے تھے جو ایمان لے آئے اور بعض ایسے تھے جنہوں نے انکار کر دیا۔ پھر فرمایا مَنْ کَفَرَ فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ (روم ع ۵) جو کفر کرتا ہے تو اسی پر اس کے کفر کا وبال پڑے گا۔

مسئلہ جبر و اکراہ کے بارہ میں قرآن مجید کا سب سے واضح ترین ارشاد یہ ہے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کہ دین کے بارہ میں کسی قسم کا جبر و اکراہ جائز نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دین اسلام کو اپنی صداقت منوانے کے لئے جبر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

پس اسلام کے نزدیک انسان کی خود مختاری اور آزادی ایک مسلّمہ امر ہے۔ اگر انسان مجبور ہے یا ہوتا۔ تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے بھیجنے کی کیا

ضرورت تھی؟ مذہبی کتب میں پند و نصائح کی کیا حاجت تھی؟ ان امور ہی کے احکام سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ انسان اپنے اعمال، خیالات، عقاید اور ارادوں میں خودمختار اور آزاد ہے۔

قانونِ شریعت اور قانونِ اخلاق میں انسان خودمختار اور آزاد ہے۔ کیونکہ وہ اس پر عمل بھی کر سکتا ہے اور اس کو توڑ کر نافرمانی بھی کر سکتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے احکام پر عمل کر کے خدا تعالےٰ کی خوشنودی بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اور ان پر عمل نہ کر کے اللہ تعالیٰ کے زیر عتاب بھی آ سکتا ہے۔ نماز قائم کرنے سے انکار بھی کر سکتا ہے۔ اور قائم بھی کر سکتا ہے۔ روزہ سے انکار بھی کر سکتا ہے اور رکھ بھی سکتا ہے۔ غریبوں کی مدد بھی کر سکتا ہے اور مدد کرنے سے انکار بھی۔ ہر ایک کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش بھی آ سکتا ہے اور خوش اخلاقی سے بھی۔ سچ بھی بول سکتا ہے۔ اور جھوٹ بھی۔ نیکیاں بھی کر سکتا ہے اور برائیوں کو بھی اپنا سکتا ہے۔ وہ ان دونوں قوانین میں مثبت یا منفی کردار ادا کر سکتا ہے اور ہم سب روزانہ ان کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ جیسا فرمایا۔ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا (النبأ) جس دن انسان اس چیز کو دیکھ لیگا۔ جو اسی کے ہاتھوں نے آگے بھیجی ہے۔ تو کافر (اسی دن) کہے گا اے کاش! میں مٹی ہوتا۔ پس ان معاملات میں انسان کی خودمختاری اور اختیار بالکل عیاں ہے۔

لیکن انسان اس دنیا کے ایک حصہ میں مقید اور مجبور ہے۔ یعنی قانونِ قدرت کے معاملہ میں وہ زمان و مکان کے قانون سے باہر نہیں جا سکتا۔ انسان کو اپنی پیدائش پر کوئی اختیار نہیں کہ وہ کب اور کس جگہ اور کس خاندان میں پیدا ہو اور نہ اس کو اپنی موت پر اختیار ہے یعنی اتفاق پیدائش و موت، انسان کے اختیار سے باہر ہے۔ وقت اس پر اپنا اثر ہر لمحہ ہر لحظہ ڈال رہا ہے۔ بچہ جوان اور جوان بوڑھا ہوتا ہے۔ جیسا فرمایا۔ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔ (الانشقاق) تم ضرور درجہ بدرجہ ان حالتوں کو پہنچو گے پھر فرمایا ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ (عبس) پھر عمر طبعی کے بعد اسے مار دیا یا پھر اُسے (موعود) قبر میں رکھا۔ بوڑھا طبعی عمر پا کر فوت ہو جاتا ہے۔ وہ وقت کی قید سے بھاگ نہیں سکتا۔ قانونِ قدرت کی ہر شاخ انسان کے قویٰ پر اثر انداز ہو رہی ہے ماحول بھی ایک حد تک انسان پر اثر ڈالتا ہے۔ وہ اپنے ماحول سے لاشعوری طور پر کچھ اثر لے گا۔ اور کسی حد تک وہ اپنے ماحول پر اثر انداز بھی ہوگا۔ بلکہ عملاً اپنے آباؤ اجداد اور باپ دادا سے اثر لیتا ہے۔ اب تو ماہرین علم النفسیات نے دعویٰ کیا ہے کہ ہر نطفہ جو انسان کے جسم ہی سے نکلتا ہے۔ وہ اپنے اندر خاص خواص اور نشانات لئے ہوئے ہوتا ہے۔ جو مختلف اخلاق کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ اگر باپ دادا میں بعض نمایاں خوبیاں تھیں تو وہ خوبیاں ایک نشان کی صورت میں نطفہ میں آ جاتی ہیں۔ انسان کے سب اعمال ایسے ہیں۔

جو انسانی نطفہ پر اثر کرتے ہیں۔ اور اس پران اخلاق کے نشانات قائم ہو جاتے ہیں۔ جو آئندہ نسلوں میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جیسا فرمایا وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ (العٰدیٰت) اور انسان یقیناً اس پر (بھی) اپنے قول اور فعل پر گواہی دے رہا ہے اور یہ سب کچھ قانونِ قدرت کے زیر اثر ہوتا ہے۔ اور قانونِ قدرت میں انسان مجبور اور بے اختیار اور مقید ہے مذہب اسلام اس بات کو (بھی) تسلیم کرتا ہے کہ انسان کی روحانی ترقی بھی اس کے جسمانی حالات سے متأثر ہوتی ہے اور جس حد تک وہ اس سے متاثر ہوتی ہے۔ اس کے اعمال یقیناً اس حد تک محدود ہو جاتے ہیں۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا انسانی اعمال کا عاقبت پر کوئی اثر ہوگا؟ قرآن کریم اس کا جواب دیتا ہے۔ جیسا فرمایا۔ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ (الانفطار) اور یقیناً تم پر تمہارے خدا کی طرف سے نگران مقرر ہیں۔ اسی سورۃ میں آگے فرمایا۔ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ (آیۃ ۱۲) جو شریف اور ہر بات کو لکھنے والے ہیں۔ نیز فرمایا يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (آیۃ ۱۳) تم جو کچھ بھی کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں سورۃ البروج میں ارشاد ہوا۔ اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (آیۃ ۱۰) وہ اللہ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ اللہ ہر چیز کے حالات سے واقف ہے۔ پھر فرمایا۔ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى (سورۃ الاعلیٰ) وہ (اللہ تعالیٰ) یقیناً ظاہر کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جو مخفی ہے۔ خدا تعالیٰ انسانی اعمال کی قیمت اس کے ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے لگائے گا۔ جس ماحول میں کوئی انسان کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی مجبوریوں یا سہولتوں کو نظر انداز نہیں کرتا۔ جن کے ماتحت کام کرنے والے کے عمل میں کوئی کمزوری پیدا ہوتی۔ یا جن کی مدد سے کام کرنے والے کو کام میں سہولت حاصل ہوئی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ علیم عادل، لطیف خبیر، حسیب اور شکور ہے یعنی صحیح فیصلہ کرنے والا۔ انصاف کرنے والا ہر چیز کا خبر رکھنے والا۔ حساب کرنے والا اور نہایت ہی قدر دان ہے

بعض علماء و فلاسفر غلط استدلال کرتے ہیں اور قرآن شریف سے ایسی آیات پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہے گمراہی دے۔ اور پھر حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے۔ وہ خدا نے پہلے سے لکھ رکھا ہے اور اس کے قلم کی سیاہی خشک ہو چکی ہے۔ اور یہ بات بھی یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا تصرف کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہے۔ اور کوئی کام خدا تعالیٰ کی مرضی بغیر نہیں ہوتا۔ اور جب سب کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو انسان کی آزادی اور اجر و ثواب کے مستحق ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

ان کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ خدا کے علم کے کامل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے لیکن یہ علم کامل انسان کے عمل کی راہ میں روک نہیں ہے انسان کام کرنے میں آزاد ہے ہاں خدا کو اپنی جگہ پر یہ علم ہے کہ

اس انسان نے اپنی آزادی سے بالآخر یہ کام کرنا ہے اسی کا نام خدا کا علم ہے۔ جو ازل سے ابد تک مکمل اور لازوال ہے۔

اگر خدا تعالیٰ نے جبرًا لوگوں کو کسی بات پر قائم کرنا ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ لوگوں کو توحید پر قائم کرتا بس بُرے فعل کر کے اسی کو تقدیر کے نام سے پیش کرنا اتنا گھناؤنا اور گندہ فعل ہے کہ کوئی عقلمند اور باغیرت مومن اُسے خدا سے منسوب کرنا برداشت نہیں کر سکتا۔ پاک خدا کی تقدیر دنیا کو پاک کرنے کے لئے جاری ہے نہ کہ اس کو ناپاک اور گندہ کرنے کے لئے۔ ہم جب یہ کہتے ہیں کہ تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا تو اس کا وہ مفہوم نہیں جو عام طور سے سمجھا جاتا ہے بلکہ اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ تمام نتائج خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے

اس بحث کا آخری نتیجہ یہ نکلا۔ کہ انسان کو خدا تعالیٰ کا مقرب بنانے کے لئے ضروری تھا کہ وہ صاحبِ اختیار بنایا جاتا۔ اس وجہ سے قرآن کریم بتاتا ہے۔ کہ انسان اس دُنیا کے ایک حصّہ میں مختار ہے۔ یعنی قانونِ شریعت اور قانونِ اخلاق میں اور ایک حصّہ میں مقید ہے۔ یعنی قانونِ قدرت میں مجبور ہے۔ انسان کی پوزیشن اختیارِ کُل اور مجبوریٔ کُل کے بَین بَین ہے ۔

"محبّت کے چشمے"

عزیزم الطاف ربوہ کے فضل عمر ماڈل سکول میں دو سال پڑھا تھا۔ جب کراچی منتقل ہوئے۔ تو اسے ایک مقامی سکول میں داخل کروا دیا۔ ربوہ کے سکول میں اس کی کلاس کے طلباء بفضلِ خدا احمدی تھے۔ جب یہاں کلاس میں بیٹھا تو کوئی احمدی نہ تھا۔ اور اسے یہ ماحول بہت اجنبی لگا۔ دینیات کی معلمہ نے اسے ایک روز چند اختلافی باتیں بتلائیں۔ ایک روز جب سکول سے واپس آیا تو مجھ سے استفسار کیا کہ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، وہ لوگ احمدی کیوں نہیں ہوتے؟ میں نے اس کو تسلی بخش جواب دیا۔ تو خاموش ہو گیا۔ لیکن جیسے اس کے معصوم سینہ میں ساری دنیا کو احمدی بنانے کی تڑپ اور جستجو تھی۔ ایک روز ایک واقعہ رونما ہوا۔ جس سے اس کا دل باغ باغ ہو گیا۔ اس کی زبانی سنیئے :۔

"کلاس میں مَیں ایک لڑکے سے باتیں کر رہا تھا۔ ادھر سے میرا ہم جماعت مجیب میرے پاس آیا اور مجھ سے سوال کیا۔ کیا تم احمدی ہو؟ مَیں نے سینہ اُبھار کر کہا۔ "ہاں" تو جھٹ بولا سلام کرو۔ مَیں نے پوچھا کیا تم بھی احمدی ہو؟ تو ہنس پڑا۔ اور کہنے لگا کہ ہاں مَیں بھی احمدی ہوں اور مَیں نے ربوہ بھی دیکھا ہے۔ پھر ہم دونوں جوش سے ایک دوسرے کو گلے مل گئے۔ کلاس کے باقی لڑکے ہمیں یوں بغلگیر دیکھ کر حیران ہوئے تو ہم نے بتلا دیا کہ ہم دونوں احمدی ہیں۔"

(محمد زکریا۔ دستگیر کالونی۔ کراچی)

ردِّ عیسائیت

مسیحی عقیدۂ نجات — کفّارہ

(مکرم مستند عمرزاد صاحب تنویر - لائلپور)

پولوسی عقیدہ جو موجودہ مسیحی حضرات نے اپنا لیا ہے۔ اس کے مطابق مسیحی نجات یا کفّارہ کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفتِ عدل بھی پوری ہو جائے اور صفتِ رحم بھی پوری ہو جائے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ صفتِ عدل کا تقاضا یہ ہے۔ کہ مجرم کو سزا دی جائے۔ اور صفتِ رحم کا تقاضا یہ ہے۔ کہ مجرم کو معاف کر دیا جائے۔ اس لئے مسیحیوں کے عقیدہ کے مطابق آسمانی باپ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو جو معصوم تھا۔ صلیب پر لٹکایا۔ تاکہ تمام ان لوگوں کے گناہ معاف ہوں جو مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ عقیدہ بھی پولوسی عقیدہ ہے جسے موجودہ مسیحیوں نے اپنا لیا ہے۔ حالانکہ ابن اللہ کا محاورہ خدا کے برگزیدہ آدمیوں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ یہ بات ماننے کے قابل ہے کہ تمام انبیاء معصوم اور بے گناہ تھے لیکن مسیح نے کہیں بھی اپنے بے گناہ ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ لکھا ہے:۔

"ایک شخص نے آکر مسیح سے کہا۔ اے استاد! میں کونسی نیکی کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ مسیح نے اس سے کہا۔ تو مجھے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے۔" (متی $\frac{19}{16-17}$)

اسی طرح صلیب پر لٹکایا جانا انسان کو لعنتی کر دیتا ہے۔ کیونکہ لکھا ہے:۔

"جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے۔" (استثناء $\frac{21}{23}$)

گویا مسیح نے لعنتی قربانی دی۔ اور باقیوں کو شریعت کی لعنت سے بچایا۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

"وہ ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اور اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔" (گلیتوں $\frac{3}{13}$)

اور اس طرح اکلوتے بیٹے نے لوگوں کے گناہوں کی سزا اپنے اوپر لے لی۔ لیکن اس کے برعکس انجیل میں ہمیں مسیح کا یہ قول ملتا ہے (لکھا ہے):۔

"میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں۔" (ہوسیع $\frac{6}{6}$)

مسیحی عقیدہ کے مطابق مسیح نے صلیب پر لٹک کر خدا تعالیٰ کی صفتِ عدل کا تقاضا پورا کر دیا۔ حالانکہ عدل کا تقاضا یہ نہیں کہ کسی بے گناہ کو سزا دی جائے بلکہ قصوروار کو سزا ملنی چاہیئے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"بیٹوں کے بدلے باپ مارے نہ جائیں نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے

جائیں" (استثناء ۲۴/۱۶، ۲۔تواریخ ۲۵/۴)
عقیدہ کی رُو سے مسیح دوسرے لوگوں کی نجات کے لئے
صلیب پر لٹکے اور گناہ گاروں کو آسمانی باپ نے بخش
دیا۔ اس طرح صفت رحم کا تقاضا بھی پورا ہو گیا۔
حالانکہ لکھا ہے:۔

"وہ نبی ہے اور وہ تیرے لئے دُعا
کرے گا اور تو جیتا رہے گا" (پیدائش ۲۰/۷)

تو پھر کیوں مسیح نے دُعا کے ذریعے اُمّت کو نہ بخشوایا اور
بلاوجہ لعنت کی لکڑی پر لٹکا تا کہ دوسروں کے گناہ
بخشے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک تو مسیح کو خدا کہا جاتا
ہے پھر وہ "خدا" گناہ بخشنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ مسیح
نے خود رحم کو قربانی پر ترجیح دی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

"مَیں قربانی نہیں رحم پسند کرتا ہوں"
(متی ۹/۱۳)

نیز مسیح اپنے حواریوں کو رحم کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔
اور کہتے ہیں:۔

"جو رحم کرتے ہیں وہ مبارک ہیں"
(متی ۵/۷)

واقعہ یہ ہے کہ اس عقیدہ کو ماننے سے خدا کے عدل اور
رحم دونوں پر حرف آتا ہے۔ کیونکہ عدل کا تقاضا یہ ہے
کہ جو گناہ کرے اسی کو سزا دی جائے۔ نہ کہ کسی بیگناہ
کو اس کی سزا دلوائی جائے مگر اس عقیدہ کی رُو سے
مسیحیوں کو جو گناہگار تھے رب کو چھوڑ کر تمام گناہ
مسیح کے سر منڈھ دیئے۔ اور سہرا اننے کے طور پر اسے
صلیب پر چڑھا دیا۔

صفت رحم کا تقاضا یہ ہے کہ جس نے گناہ کیا۔
اس کو بھی معاف کر دیا جائے۔ نہ کہ بے گناہ کو سزا دینے
سے اس کا تقاضا پورا ہوتا ہے۔

عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق جس نے گناہ
نہیں کیا تھا۔ اس کو بھی سزا مل گئی اس لئے نہ عدل پورا
ہُوا نہ رحم۔

دراصل مسیحیوں کو غلطی اس خیال سے ہو رہی
ہے کہ ان کے خیال میں عدل اور رحم کے تقاضے آپس
میں ٹکراتے ہیں۔ رحم مجرم کو معافی دینے کا تقاضا
کرتا ہے۔ اور عدل مجرم کو سزا دینے کا تقاضا کرتا ہے
عیسائی صاحبان نے یہ نہایت ہی فلسفیانہ خیال گھڑا ہے،
حالانکہ اگر عدل کا بادشاہ اپنے خادم کے گناہ معاف
کردے تو ہرگز عدل کے خلاف نہیں ہے۔

انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ اگر ایک سزا ضرور
دینی ہی ہے تو مجرم کو دی جائے۔ اور جو تقاضا مسیحی
احباب پیش کرتے ہیں۔ وہ ہرگز درست نہیں ہے
کہ مجرم کو ضرور سزا دی جائے۔ بلکہ مجرم کی سزا رحم کر کے
معاف کر دینا ہرگز عدل کے خلاف نہیں۔ قرآن مجید
اور اناجیل سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان کی خوبی
اور کمال اس بات میں ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی صفات
اپنے اندر پیدا کرے۔

کفّارے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی یہ صفت ہے کہ وہ مجرم کو بغیر بدلہ کے معاف نہیں
کرتا۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ مجرم کے گناہ کی سزا
کسی بے گناہ کو دی جاوے؟ اگر یہ بات ٹھیک ہے

توپھر انسان میں بھی بغیر بدلہ لینے کے معاف کر دینا اچھی صفت نہیں سمجھا جا سکتا لیکن مسیحیوں کی تعلیم یہ ہے کہ اگر تیرے گال پر کوئی ایک تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی اس کے آگے کر دے۔

اگر یہ خوبی کی بات ہے کہ انسان مجرم کو بغیر بدلے کے معاف کر دے اور حقیقت میں ہے بھی خوبی کی بات۔ کیونکہ جیسا کہ لکھا جا چکا ہے مسیح نے رحم کرنیوالوں کو مبارک کہا ہے اس لحاظ سے یہ صفت ضرور خدا میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور اگر یہ صفت خدا میں پائی جاتی ہے۔ تو مسیح کے صلیب پر چڑھ کر گناہوں کا کفارہ ہونے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

مسیحی حضرات جانتے ہیں کہ پرانا عہد نامہ کتاب مقدس بھی .... نئے عہد نامہ کی طرح .... مقدس ہے نئے عہد نامہ میں مسیح کا یہ قول لکھا ہے کہ کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔

پرانے عہد نامہ میں حزقیل کی کتاب میں لکھا ہے:۔

"جب بیٹے نے وہی جو جائز اور روا
ہے کیا اور سب آئین کو حفظ کرکے
ان پر عمل کیا۔ وہ یقیناً زندہ رہیگا۔
جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔
بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائیگا
اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ"

(حزقیل ۱۸/۱۹-۲۰)

خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ گناہ کی سزا صرف گناہ گار کو ہی ملتی ہے۔ کوئی دوسرا شخص کسی کا گناہ اپنے سر نہیں لیتا۔ پس کفارہ کے عقیدہ کو کسی صورت میں سچا مانا جا سکتا ہے۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ گناہ کرنے والا کوئی اور ہے اور سزا پانے والا کوئی اور۔ اور یہ بات پرانے عہد نامہ کے بالکل خلاف ہے۔

اس عقیدہ کو یوں سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے، کہ آدم نے گناہ کیا۔ اور اس کے گناہ کے سبب اس کی نسل گنہگار ہو گئی۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"عورت سے اس نے کہا۔ میں تیرے
دردِ حمل کو بڑھاؤں گا تو درد کے ساتھ
بچے جنے گی ..... اور آدم سے اس
نے کہا کہ چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات
مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس
کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ کہ
اسے نہ کھانا۔ اس لئے زمین تیرے
سبب سے لعنتی ہوئی۔ تو مشقت کے
ساتھ اپنی عمر بھر اس کی پیداوار
کھائے گا" (پیدائش ۱۳/۱۶ تا ۱۹)

اب اگر مسیح کے کفارہ کے ذریعہ عیسائی مردوں اور عورتوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ تو ان کی سزا بھی معاف ہونی چاہیئے۔ لیکن وہ سزا معاف نہیں ہوئی جو مندرجہ بالا حوالہ میں نسلِ آدم کو دی گئی۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ مسیح گناہوں کے لئے کفارہ نہیں ہوئے

کفارہ کی بنیاد اس بات پر بھی ہے کہ مسیح بے گناہ تھا۔ اس لئے وہ دوسروں کیلئے مصلوب ہوا اور

انہیں اس نے شریعت کی لعنت سے بچایا۔ حالانکہ مسیح بے گناہ ہونے سے انکاری ہے۔ (جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا ہے) اور عیسائی کہتے ہیں کہ چونکہ مسیح کا باپ نہیں تھا۔ اس لئے اس کو ورثے کا گناہ جو سارے انسانوں کو ملتا ہے نہیں ملا۔ لیکن یہ بات صریحاً غلط ہے، کیونکہ مسیح نے اپنا گوشت پوست اپنی ماں سے حاصل کیا تھا۔ اور سب دنیا جانتی ہے کہ ماں انسان کی اولاد تھی۔ اس لئے اس نے بھی گناہ کا ورثہ اپنے والدین سے لیا ہوگا۔ اور لازماً وہی ورثہ اپنے بچے کو بھی دیا ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک طبعی امر ہے۔ اس لحاظ سے مسیح نے بھی ورثے سے گناہ کا حصہ لے لیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بے گناہ نہیں رہ سکتے۔ پھر عیسائی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر درد اور دُکھ گناہ کا ہی پھل ہے اور کچھ شک نہیں۔ کہ مسیح بھوکا بھی ہوتا تھا۔ (جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے) اور بچپن میں قانونِ قدرت کے مطابق خسرہ بھی اس کو نکلا ہوگا۔ عیسائیوں کے عقیدہ کی رُو سے یہ سب گناہ کے پھل ہیں۔ اس لئے مسیح دوسروں کے لئے نمونہ نہیں ہو سکتے۔ اگر مسیح بے باپ ہونے کی وجہ سے بے گناہ تھا۔ تو ملک صادق سالم اس سے زیادہ گناہ سے محفوظ تھا۔ جس کے متعلق انجیل کے نئے عہد نامہ میں یوں لکھا ہے:۔

"سالم یعنی سلامتی کا بادشاہ بے باپ
بے ماں، بے نسب نامہ ہے"

(عبرانیوں $\frac{7}{2}$)

اس کے باوجود بھی عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ مسیح گناہوں کے کفارہ کے لئے صلیب پر لٹکائے گئے اور گناہوں کی سزا خود اٹھا کر دوسروں کے لئے نجات دہندہ بنے۔ مگر جب ہم نئے عہد نامہ کو پڑھتے ہیں تو ایسے ثابت ہوتا ہے کہ

مسیح صلیب پر لٹکنا نہیں چاہتے
تھے۔ اور تمام رات انہوں نے رو رو کر
دعا کی کہ وہ اس تکلیف سے بچ جائیں
لیکن یہودیوں نے ان کو زبردستی
صلیب پر چڑھا دیا۔

کوئی صحیح العقل شخص یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ کسی ایسے شخص کو اپنا نجات دہندہ تصور کرے جو اس کے لئے تکلیف اٹھانے کے لئے تیار نہ ہو بلکہ وہ رو رو کر جان بچانے کے لئے دعا کر رہا ہو اس کی طرف مندرجہ ذیل آیات میں اشارہ ہے:۔

لکھا ہے:۔

"اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی۔" (عبرانیوں $\frac{5}{7}$)

"اس نے شاگردوں سے کہا۔ یہاں بیٹھے رہو جب تک میں دعا کروں۔ اور بے قرار ہونے لگا۔ اور ان سے کہا۔ میری جان تمہارے لئے غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے تم یہاں ٹھہرو! اور جاگتے رہو اور

وہ تھوڑا آگے بڑھا۔ اور زمین پر گر کر
دعا کرنے لگا۔ کہ اگر ہو سکے۔ تو یہ
گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ اور کہا
اے ابّا! اے باپ تجھ سے سب
کچھ ہو سکتا ہے۔ اس پیالے کو میرے
پاس سے ہٹالے۔" (مرقس $\frac{14}{32}$ تا ۳۶)

حوالہ جات جو ابھی پیش کئے گئے ہیں۔ اس سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ مسیح صلیب پر لٹکنا نہیں چاہتے تھے اور یہودیوں نے زبردستی ان کو صلیب پر لٹکا دیا۔ اگر وہ کفّارہ کرنا چاہتے تھے۔ تو خوشی سے اس لعنتی قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ جب ان کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ تو انہوں نے بڑی دلدوز آواز سے چیخ مار کر اور شکوہ کے رنگ میں خدا سے کہا۔ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ یعنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اور اس کے علاوہ کفّارہ اسی صورت میں ہوتا۔ جب وہ صلیب پر فوت ہو جاتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ لکھا ہے:۔

"ایک سپاہی نے ان کی پسلی چھیدی
تو خون اور پانی بہہ نکلا"!!
(یوحنا $\frac{19}{34}$)

اس لئے ثابت ہوا کہ مسیح گناہوں کے لئے کفّارہ نہیں ہوئے۔

برہان پور کا کنواں

برہان پور (بھارت) میں ایک بڑا قلعہ اب بھی موجود ہے جو صدیوں پہلے ناقابلِ تسخیر خیال کیا جاتا تھا۔ دشمن کی فوجیں اگر کبھی اس کا محاصرہ کر بھی لیتیں تو مسخر نہ کر سکتیں کیونکہ محصور فوجیں، اور عوام اپنے دفاع کے بہترین انتظامات کئے ہوئے تھے۔ وہ رسد اور دوسری کمک شہر کے زمین دوز راستوں سے حاصل کرتے جن کا دشمن کو بسیار جد و جہد کے بعد بھی علم نہ ہو قلعہ میں پانی ایک بہت بڑے زمین دوز کنویں سے حاصل کیا جاتا تھا اس کے ساتھ چھ اور کنویں اتصالی صورت میں تعمیر کئے گئے تھے پانی کے سرچشمہ یعنی بڑے کنویں سے گدلا پانی باقی کنوؤں سے باری باری ہوتا ہوا جب آخری کنویں میں پہنچتا تو وہ بلور کی طرح صاف ہوتا اور اسی کنویں سے قلعہ کے مکینوں کو پانی کی بہم رسانی ہوا کرتی پانی صاف کرنے کا یہ آسان طریقہ مغلوں کی عظمت کا غماز ہے جنہوں نے کنوؤں کی تعمیر مکمل کی۔

برہان پور کے ان کنوؤں میں عمل تقطیر کا ایسا اہتمام کیا گیا کہ حیرانی ہوتی ہے پھر اہم ترین بات تو یہ ہے کہ سینکڑوں برسوں سے ان کنوؤں سے پانی نکالا جا رہا ہے لیکن یہ کبھی تشنگ نہ ہوئے اور نہ ہی کبھی پانی کی سطح میں اتار چڑھاؤ پیدا ہوا۔ اگرچہ اس زمانہ میں انجینئرنگ کے باقاعدہ کالج نہ تھے لیکن مغلوں نے انجینئرنگ اور تعمیرات کے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے کہ آج بھی عقل دنگ ہے۔

([illegible])

جہانِ نو

محترم جناب نسیم سیفی صاحب
ربوہ

وہ دستورِ عشق و محبت کی جو نئی تشکیل کریں گے
ہم بھی اپنے قلب و نظر کی ہر عادت تبدیل کرینگے

ہم اپنے خوابوں کی خوشکن تعبیروں سے دل بہلائیں
وہ اپنی ہر بات کی اُلٹی سیدھی سی تاویل کرینگے

جن کے لبوں پر عظمتِ آدم ایک ترانہ بن جاتی ہے
اُن کو ذرا دم لینے دو انسان کی وہ تذلیل کرینگے

راہ گذر میں کانٹے ہوں یا پتھر کی دیوار بنا دیں
ہم تو بہر صورت منزل کی خواہش کی تکمیل کرینگے

پھولوں کی اک سیج ملے یا دار و رسن آوازیں دیں
آپ کے ہر ارشاد کی ہم تو ہنس ہنس کر تعمیل کرینگے

آپ سے ہر اک کیف و کم ہے آپ جو ہوں تو پھر کیا غم ہے
آپ کے ڈھب پر دیوانے اب دُنیا کی تشکیل کرینگے

موزِ دروں سے پگھلائیں گے جور و جفا کے طوق و سلاسل
شام و سحر کی گردش کے آثار کو ہم تبدیل کرینگے

حسنِ نظر اور حسنِ سماعت آپکے ہیں یہ لطف و عنایت
بات نسیم کرے کیسی ہی آپ اچھی تاویل کرینگے

محترم چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب لائلپور

پانی ہی آبِ حیات ہے

قرآن مجید اور سائنس کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے جن احسانات کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ ان میں سے ایک پانی بھی ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل پانی ہی تمام ذی حیات چیزوں کے لئے آبِ حیات ہے قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور سائنس اس کا فعل۔ آیئے اس کے فعل کو اس کے قول کی روشنی میں دیکھیں اور اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

پانی سے مُردہ زمین کی زندگی

سورۂ روم میں اللہ تعالیٰ بادلوں اور بارش کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے۔

فَانْظُرْ اِلٰی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا۔ اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ۚ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

پس اے مخاطب اللہ کی رحمت کے نشانوں کو دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کے مرجانے کے بعد اس کو زندہ کرتا ہے۔ یہی خدا ہے (جو قیامت کے دن اسی طرح) مردوں کو زندہ کریگا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

خدا نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا ہے۔

خدا تعالیٰ زمین و آسمان کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ آسمان پیدائش کی ابتدائی حالت میں دھوئیں اور کہر کی مانند تھا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَھِیَ دُخَانٌ

پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ محض ایک کہر کی مانند تھا (۴۱/۱۲)

سائنس کی تھیوری کے مطابق بھی کائنات شروع میں مختلف گیسوں کے دہکتے ہوئے گولے کی شکل میں تھی جو آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہو کر مائع حالت میں آئی اور پھر ٹھوس حالت تک پہنچی۔

دوسری جگہ آسمان و زمین کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ۭ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ (۲۱/۳۱)

کیا کفّار نے غور نہیں کیا کہ آسمان و زمین دونوں بند تھے پس ہم نے ان کو کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا ہے۔ پس کیا وہ ایمان نہیں لاتے۔

چنانچہ موجودہ سائنس نے بھی یہ ثابت

کر دیا ہے کہ جب کوئی نیا نظام شمسی پیدا ہوتا ہے تو پہلے وہ ایک گیند کی طرح ہوتا ہے پھر اندرونی چکر سے اس کے کنارے دور دور پھینکے جاتے ہیں اور نئے کرّے بن جاتے ہیں۔ جو اندرونی محور کے گرد چکر کھانے لگ جاتے ہیں اور ایک نیا نظام شمسی بن جاتا ہے۔"

(تفسیر صغیر صفحہ ۴۱۲)

نظام شمسی کے وجود میں آنے کے ذکر کے معًا بعد پانی کا ذکر فرمایا کہ اس سے ہر چیز کی زندگی پیدا ہوتی ہے۔ یعنی پانی نے زمین کو زندگی کے قابل بنایا۔

سائنسی نظریات کے مطابق بھی زمین ابتدا میں سخت گرم تھی۔ اور زندگی کے ناقابل۔ پھر مسلسل بارشوں کا دور شروع ہوا جس نے زمین کو ٹھنڈا کیا۔ اور زمین اس قابل ہوئی کہ نباتات اور حیوانات کی شکل میں زندگی کی جلوہ گاہ بن سکے۔

پانی خدا تعالیٰ کی حکومت کا مظہر ہے

تخلیقِ کائنات میں اللہ تعالیٰ نے پانی کو ایک بلند پایہ مقام عطا فرمایا ہے اور اسے اپنی حکومت قوت۔ تسلط اور اصولِ حیات کا مظہر قرار دیا ہے چنانچہ زمین و آسمان کی پیدائش کے ذکر میں فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ کَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۔۔۔۔ الخ

اور خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا۔ اور اس کا عرش (جو اس کی حکومت اور اصولِ حیات کا مظہر ہے) پانی پر ہے۔ مقصد پیدائش یہ ہے کہ وہ تمہارا امتحان کرے کہ تم میں سے کس کے عمل زیادہ اچھے ہیں۔ (سورۃ ہود۔ رکوع ۱)

پانی کی صفات

آیئے پانی کی ان خصوصیات اور صفات پر ایک سرسری نظر ڈالیں۔ جنہوں نے اس کو آبِ حیات کا درجہ عطا کر دیا ہے۔ انسان جتنا زیادہ ان میں غور و فکر کرتا ہے اسی قدر اس جلّ درجہ ودود اور محسن خدا کی رحمانیت کے جلووں کا مشاہدہ کرتا ہے۔

۱۔ پانی کا فارمولا:۔ دو ایٹم ہائیڈروجن اور ایک ایٹم آکسیجن مل کر پانی کا ایک سالمہ Molecule بناتے ہیں۔ اگر اس مقدار کی باہمی نسبت مختلف ہوتی تو ایک یکسر مختلف شے ہوتی جو ان صفات سے محروم ہوتی جنہوں نے پانی کو ایک خاص مقام عطا کیا ہے۔ یہ نظم و ترتیب نہ صرف خدا تعالیٰ کے تدبیر بلکہ حکیم ہونے کا بھی زبردست ثبوت ہے۔

۲۔ پانی کے حل کرنے کی خصوصیت:۔ پانی سے زیادہ اور کوئی چیز اس صفت کی حامل نہیں۔ بعض چیزیں جلدی حل ہو جاتی ہیں۔ اور بعض کے لئے زیادہ عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اگر پانی میں یہ خصوصیت نہ ہوتی تو زمین پر زندگی کبھی شروع نہ ہو سکتی تھی۔ ابتدا میں جب زمین گرمی سے جھلسی ہوئی تھی۔ تو اس کی فضا میں بعض زہریلی گیسیں جمع تھیں۔ جن میں میتھین Methane۔ امونیا اور ہائیڈروجن سلفائڈ بھی

شامل تھیں۔ پانی نے سطح زمین کو ٹھنڈا کیا اور چٹانوں میں سے مختلف عناصر مثلاً کیلشیم۔ لوہا۔ سوڈیم۔ فاسفورس اور پوٹاشیم سمندروں میں بہا کر لے گیا۔ جہاں پانی کی قوت جاذبہ رنگ لائی اور یہی عناصر سلسلۂ حیات کی مختلف کڑیوں میں مختلف نباتات اور حیوانات کا جزو بن گئے۔

۳۔ پانی جم کر ہلکا ہوجاتا ہے:۔ پانی کی ایک انوکھی خصوصیت جو اسے باقی چیزوں سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ واحد معلوم مادہ ہے جو جمنے کے بعد ہلکا ہوجاتا ہے۔ اور حجم میں زیادہ ہوجاتا ہے۔ ہر مادہ گرمی سے پھیلتا اور ہلکا ہوجاتا ہے اور سردی سے سکڑتا اور بوجھل ہوجاتا ہے گویا یہ عام قانون کی ایک استثنائی صورت ہے جو سمندروں کے نیچے کی زندگی برقرار رکھنے کے لئے ضروری تھی۔

لطف کی بات یہ ہے کہ پانی جب ٹھنڈا ہونا شروع ہوتا ہے۔ تو عام قاعدہ کے مطابق سکڑتا اور بوجھل ہوتا جاتا ہے لیکن جب ۳۹ ڈگری فارن ہیٹ پر پہنچتا ہے۔ تو ایک حیران کن بات پیدا ہوتی ہے کہ پانی سکڑنا بند ہوجاتا ہے اور جب عین نقطہ انجماد پر پہنچتا ہے تو پھیل جاتا ہے یعنی پانی کے مقابلہ میں اسی وزن کے لئے دس فی صدی حجم زیادہ ہوجاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برف بوجہ پانی سے ہلکا ہونے کے اوپر تیرنا شروع کردیتی ہے نیز پانی برف بنتے وقت اپنی گرمی خارج کرتا ہے جو نیچے مچھلیوں اور دوسرے جانداروں کو پہنچتی ہے برف سارے سمندر کو ڈھانپ لیتی ہے اور آبی جانداروں کیلئے

شدید سردیوں میں قدرتی کمبل کا کام دیتی ہے اور مزید برف نہیں بن سکتی۔ برف کے نیچے کا پانی نقطۂ انجماد تک نہیں پہنچ پاتا۔ جس کی وجہ سے مچھلیاں اور دیگر آبی جانور محفوظ رہتے ہیں۔ جونہی موسم بہار شروع ہوتا ہے آبی جانداروں کو گرمی درکار ہوتی ہے تو برف پگھلنا شروع ہوتی ہے اور اس طرح سمندروں کی چھت اٹھا دی جاتی ہے۔

اگر پانی میں یہ خصوصیت نہ ہوتی تو سرد علاقوں میں سمندروں کا سارا پانی نیچے سے اوپر تک برف بن جاتا اور تمام سمندری جانداروں پر موت واقع ہوجاتی اور کروڑہا مچھلیاں جو انسانوں کے لئے غذا کا کام دیتی ہیں موت کا شکار ہوجاتیں۔ اور سمندر حیوانی زندگی سے پہلے ہی موسم سرما کے بعد ہمیشہ کے لئے خالی ہوجاتا۔

۴۔ پانی میں گرمی کو جذب کرنے کی غیر معمولی صلاحیت ہے:۔ پانی میں ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ کسی بھی دوسرے مادہ سے زیادہ گرمی کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ٹمپریچر میں بڑا معمولی اضافہ ہوتا ہے۔ جتنی گرمی اکثر چیزوں کو جلانے کے لئے کافی ہے وہ پانی میں بڑی آسانی سے جذب ہوجاتی ہے پانی کی سیال کیفیت کافی عرصہ تک برقرار رہ سکتی ہے اور اسے بھاپ میں تبدیل کرنے کے لئے بہت تیز حرارت مطلوب ہوتی ہے۔

اگر پانی میں یہ حیرت انگیز صلاحیت نہ ہوتی، تو سمندروں کا پانی بڑی تھوڑی گرمی سے بخارات بن کر اڑ جاتا اور بے پناہ بارشوں اور طوفانوں سے

زمین رہائش کے قابل نہ رہتی۔ نیز موسموں کے تغیر و تبدل کے شدید اثرات کو زائل کرنے کی صلاحیت اس میں مفقود ہوتی۔ پانی زمین کے تین چوتھائی حصہ کو گھیرے ہوئے ہے اللہ تعالیٰ نے پانی کو جذب حرارت کی عظیم الشان صلاحیت عطا کر کے دنیا بھر کے موسموں میں اعتدال پیدا فرما دیا ہے ورنہ موسمی اثرات گرمی و سردی کے اتنے شدید ہوتے۔ کہ زمین پر انسان کے لئے زندہ رہنا ناممکن ہو جاتا۔

۵۔ پانی کی سطح پر مسلسل حرکت:۔ پانی کی ایک اور دلچسپ خصوصیت یہ ہے کہ پانی کی سطح پر مسلسل حرکت بوجہ حرارت جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے مٹی کے اجزائے غذائی اوپر آتے رہتے ہیں۔ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ بات نباتات کی نشوونما میں بیش قیمت امداد بہم پہنچاتی ہے۔

۶۔ پانی کے سالموں کی باہمی کشش:۔ یہ ایک ایسی صفت ہے جس کی وجہ سے ہی نباتات کی زندگی قائم و دائم ہے۔ پانی کے سالموں (Molecules) کو دوسری چیزوں کے سالموں اور اپنے ہی دوسرے سالموں کے ساتھ شدید کشش ہوتی ہے۔

جب ہم پانی درخت کی جڑ کو دیتے ہیں تو اس کی شاخوں اور پتوں تک کیسے پہنچ جاتا ہے آپ کہیں گے کہ درخت کے تنے شاخوں اور پتوں کی باریک در باریک رگوں کے capillary action کی وجہ سے۔ درست ہے لیکن اس میں پانی کی ایک اہم خصوصیت کا بھی عملی دخل ہے وہ یہ کہ پانی کے سالموں کو دوسری چیزوں اور خود اپنے سالموں کے لئے زبردست کشش پائی جاتی ہے

درخت کے تنے کی رگوں کو تر کرنے کے لئے پانی زمین کی کشش ثقل کے خلاف اوپر اٹھتا ہے۔ درخت کے سالموں کی کشش پانی کو اوپر کھینچتی ہے۔ یہ سلسلہ منقطع ہو جاتا اگر پانی کے سالموں میں بھی باہمی کشش نہ ہوتی۔ چنانچہ پانی کا پہلا قطرہ جب بلندی کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو دوسرے قطرے پوری ہمت سے ساتھ نباہتے ہیں اور یہ تسلسل ٹوٹنے نہیں دیتے۔ یہاں تک کہ پانی تنے سے ہو کر شاخوں اور پھر شاخوں کے آخری پتوں کے آخری سروں تک جا پہنچتا ہے اور مشام جان کو زندگی کے پانی سے معطر کر دیتا ہے۔

جو پانی اتنی محنت سے پتہ پتہ تک پہنچتا ہے اس میں خدا نے یہ قابلیت بھی رکھی ہے کہ سورج کی گرمی کو بخارات بننے سے پہلے اور درخت کا ساتھ چھوڑنے سے پہلے ایک خاص عرصے تک جذب کر سکے اور معمولی گرمی سے ہی بخارات بن کر نہ اُڑ جائے۔

اگر پانی ان خصوصیات کا حامل نہ ہوتا تو تمام دنیا کی نباتات کی زندگی ناممکن ہوتی۔

ملائکہ کے غیر مرئی ہاتھ پانی کی ان خصوصیات کو بروئے کار لا کر پھولوں۔ پھلوں اور پتوں کو غذا بہم پہنچاتے ہیں۔ ان کو سرسبز و شاداب کرتے۔ گلوں میں رنگ و بُو بکھیرتے اور پھلوں میں رس بھرتے ہیں۔ غرضیکہ ایک ایک پتہ زبانِ حال سے رحمان خدا کی تسبیح و تحمید کے گُن گا رہا ہے فَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

۷۔ پانی انسانی زندگی کے لئے آبِ حیات:۔

جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر ذی حیات کی زندگی خواہ وہ نباتات ہوں یا حیوانات پانی کی مرہونِ منت

ہے اور یہی اصل زندگی ہے۔

وزن کے اعتبار سے جسم انسانی ۶۰ تا ۷۰ فیصدی پانی پر مبنی ہے۔ خون میں ۸۰ فیصدی پانی ہے۔ ہڈیاں بھی اس سے باہر نہیں رہیں اور اپنے اندر بیس تا تیس فیصدی پانی رکھتی ہیں۔ پانی جسم کے ذرہ ذرہ ہر رگ و ریشہ اور ہر سیل (Cell) میں سمایا ہوا ہے ایک نمکین پانی کا سمندر ہے جو جسم انسانی کے اندر ٹھاٹھیں مارتا ہے اور زندگی کو برقرار رکھتا ہے۔ یہی آب حیات ہے جو خون کے دوش پر سوار ایک ایک ذرہ کو سیراب کرتا اور زندگی بخشتا ہے۔

(۱) پانی جسم کو ٹھنڈا رکھتا ہے: جسم کے اندر کیمیائی تبدیلیوں اور جسمانی محنت و مشقت سے سخت گرمی پیدا ہوتی ہے۔ ہم اپنے ہی جسم کی آگ میں جل کر راکھ ہو جاتے اگر خدائی رحمت کا پانی ہمارے جسم کے باریک ترین ذرات کو مسلسل دھوتا اور زائد گرمی جذب نہ کرتا رہتا۔

(۲)۔ پانی جسم کیلئے بطور Shock Absorber

پانی ہمارے جسم کی مشین میں صدمات کے سہنے کے لئے بطور سپرنگ کے بھی اہم خدمت سرانجام دیتا ہے ہمارے دماغ، ہڈیوں، جوڑوں اور اعصاب کو اس مادی دنیا میں اٹھتے بیٹھتے۔ چلتے پھرتے اور کام کرتے ہوئے جو دھکے سہنے پڑتے ہیں۔ وہ اسی کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتے۔ اگر جسم میں پانی اس کثرت سے نہ ہوتا۔ تو معمولی ہلنا جلنا بھی ہمارے لئے سخت تکلیف کا باعث ہو جاتا۔

(۳) پانی کے ذریعہ جسم کو غذا کی بہم رسانی

پانی اپنے اندر کیمیاوی مادے حل کرنے کی جو صلاحیت رکھتا ہے اس کی بدولت یہ تمام جسم کو غذا بہم پہنچاتا ہے۔

(۴) ہمیں پیاس کب محسوس ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نظام کیا ہی مکمل ہے جب ہمارے جسم کو مزید پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارا حلق خشک ہونا شروع ہو جاتا ہے اور ہم پیاس محسوس کرتے ہیں دھوپ میں کام کرنے سے جسم سے پسینہ خارج ہوتا ہے جس کی وجہ سے خون گاڑھا ہو جاتا ہے تب پیاس محسوس ہوتی ہے اور پانی نوش جاں کرنے سے خون دوبارہ اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ بعض دفعہ نمکین کھانا کھانے سے پیاس محسوس ہوتی ہے اس لئے نہیں کہ جسم سے پانی کا اخراج ہو جاتا ہے بلکہ اس لئے کہ جسم میں نمک کی مقدار ایک خاص حد سے بڑھ جاتی ہے، جبکہ جسم میں نمک کا تناسب ہمیشہ ۰.۹ فیصدی ہونا چاہیئے۔ نہ اس سے کم ہونا چاہیئے نہ زیادہ۔ نمک جسم میں پانی کے تناسب کو صحیح حالت میں رکھتا ہے۔ اگر ہم نمک زیادہ کھالیں تو تناسب کو درست رکھنے کے لئے پانی بھی زیادہ پینا پڑے گا۔ اور اگر پسینے کی وجہ سے پانی اور نمک دونوں میں کمی آجائے۔ تو ہمیں نمک اور پانی دونوں کے استعمال سے اسے مناسب حد تک لانا پڑتا ہے۔ آدمی کے جسم سے پانی کی مقدار کم ہو جانے سے جسے Dehydration کہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ چھ سے بارہ روز لیکن اگر

نمکین پانی ملتا رہے تو دو ماہ تک زندہ رہنا بھی ممکن ہے۔

الغرض جسم انسانی اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ پر پیدا کیا گیا ہے۔ یہ کائنات اگر عالم کبیر ہے تو انسان عالم صغیر۔ پانی اس عالم صغیر کے لئے آب حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ رگوں میں اور اعصاب میں اچھلتا اور کودتا ہے۔ جسم کو گرم بھی کرتا ہے۔ اور ٹھنڈا بھی رکھتا ہے۔ ملائم اور چکنا بھی رکھتا ہے خون اور غذا کو ذرہ ذرہ میں پہنچاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پورا کرتا ہے۔ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۔ کہ ہر ذی حیات چیز کی زندگی پانی سے قائم ہے۔ بلکہ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ کہ پانی ہی اصل حیات ہے اور خدا کی قدرت، سلطنت اور تسلط کا مظہر۔

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

اکرامِ ضیف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنت انبیاء کے موافق بڑے مہمان نواز تھے اور اپنے آرام کو دوسرے کیلئے قربان کر دیتے تھے..... ایک مرتبہ ایک مہمان نے آکر کہا کہ میرے پاس بستر نہیں ہے حضرت صاحب نے حافظ حامد علی صاحب کو..... کہا کہ اسکو لحاف دیدو۔ حافظ حامد علی نے کہا کہ یہ شخص لحاف لیجائیگا..... اس پر حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ لحاف لے گیا تو اسکا گناہ ہوگا۔ اور اگر بغیر لحاف کے سردی سے مر گیا۔ تو ہمارا گناہ ہوگا۔"

(الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۱۰ء)

الفاظ کا صحیح تلفظ

(۹)

۴۶۔ فِرَاسَتْ: "یہ لفظ فراست بفتح فا بھی ہے۔ اور بکسر فا بھی۔ جب زیر کے ساتھ ہو تو اس کے معنے ہیں گھوڑے پر چڑھنا" (تقریر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرج روئیداد جلسہ دعا۔ طبع دوم صفحہ ۲۸)

	صحیح	غلط
۴۷	مُنْتَخَب	مُنْتَخِب
۴۸	سِتْر	سَیْر
۴۹	کَسَوْ ٹی	کَسُوٹی
۵۰	مُکَمَّل (بمعنیٰ کامل)	مُکَمِّل

وقارِ عمل

(محترم چوہدری شبیر احمد صاحب - وکیل المال اوّل تحریک جدید)

جب وقارِ عمل کے الفاظ کانوں میں پڑتے ہیں تو ہمارے محبوب و مقدس امام حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک کے وہ عملی پہلو جو قادیان اور ربوہ کی بستیوں میں دیکھے گئے۔ فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے پھر جاتے ہیں۔ قادیان دار الامان میں حضور رضی اللہ عنہ نے بنفس نفیس اس تحریک میں حصہ لیا۔ اپنے دستِ مبارک سے مٹی کھودی ٹوکری اٹھائی اور پاکیزہ نمونہ سے خدام میں وہ جوش اور ولولہ بھر دیا۔ جو ان کے لئے بعد میں ایک سرمایۂ حیات ثابت ہوا ۔۔۔۔ ایسے پاکیزہ اسلامی ماحول میں تربیت یافتہ نوجوانوں نے اکنافِ عالم میں جا کر عزم و استقلال، ایثار و قربانی کے وہ کارہائے نمایاں دکھائے کہ اسلام کی جڑیں دنیا کی سنگلاخ زمین میں بھی مضبوطی سے قائم ہو گئیں۔

اس سلسلہ میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ بتاریخ ۲۵ر نومبر ۱۹۳۸ء میں فرمایا تھا۔

"مَیں نے محسوس کیا ہے کہ تحریک جدید میں اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ مساوات کا احساس جماعت میں قائم اور زندہ رہے اور مر نہ جائے اور اسکے لئے سادہ زندگی کی تجویز مَیں نے کی ہے۔ اور اس کا ایک حصہ ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہے ۔۔۔۔۔ سب امیر اور غریب اکٹھے ہو کر ٹوکریاں اٹھائیں اور مٹی ڈھوئیں۔ تا اخوت اور مساوات کی روح زندہ رہے۔"

ہماری جماعت میں جہاں کہیں وقارِ عمل ہوتا ہے وہاں بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ بعض افراد کے ہاتھوں میں پھاوڑے اور بعض کے ہاتھوں میں تغاریاں اور ایک جگہ سے مٹی کھود کر دوسری جگہ ڈالی جا رہی ہے لیکن اس تحریک کے پیچھے جو جذبہ کارفرما ہے وہ حضور رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا ایک ہی ارشاد سے واضح ہو رہا ہے۔ اور اس قسم کی تربیت اور مشق کے جو نتائج اکنافِ عالم میں ظاہر ہو چکے ہیں وہ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کا مصداق ہیں۔

ہماری نئی پود کی بڑی بدقسمتی ہوگی اگر وہ وقارِ عمل جیسی بابرکت تحریک کی کماحقہ قدر و منزلت نہ سمجھے اس عدمِ عرفان کی وجہ سے نہیں ممکن ہے بعض نوجوان مٹی کھودنے اور ٹوکری اٹھانے کو محض ایک مزدور کا کام سمجھتے ہوئے احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جائیں۔ — وقارِ عمل کی تحریک انسان کے اندر جفاکشی — خود اعتمادی۔ جذبۂ مساوات اور اپنے ہاتھوں کی کمائی کھانے کی عادت پیدا کرتی ہے۔ احمدی نوجوانوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اسلام کو تمام دیگر ادیان پر غالب کر دکھانے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے — سو وہ صفات جو آپ کے اس فرض منصبی کے ادا کرنے میں مد و معاون ہوں گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقارِ عمل کی تحریک پر عمل کرنے سے اپنے اندر پیدا کر سکتے ہیں۔ اس لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تحریک پر دل و جان سے عمل جاری رکھا جائے۔

"بھولیو مت کہ نزاکت ہے نصیبِ نسواں ✤ مرد وہ ہے جو جفاکش ہو گل اندام نہ ہو"

(کلامِ محمود)

منیر الحق صاحب شاہد۔ ربوہ

خُدامُ الاحمدیّہ اور ـــــ ہم

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے جب مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام فرمایا تو اس کی غرض بیان فرماتے ہوئے فرمایا:۔

"میں نے جماعت میں مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی ہے میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے۔ آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے۔ تو کل وہ ہماری اولاد کے دلوں میں دفن ہو۔ اور پرسوں ان کی اولاد کے دلوں میں۔ یہانتک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے اور ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرلے جو دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو"

(الفضل ۱۷ر فروری ۱۹۳۹ء)

چنانچہ یہ غرض بیان فرمانے کے ذریعہ آپ نے خدام الاحمدیہ کو اس طرف توجہ دلائی۔ کہ چونکہ روحانی سلسلوں کی روحانی تاثیرات لمبے عرصے کے بعد ظاہر ہوتی ہیں اس لئے نوجوان نسل کی تربیت و اصلاح ضروری ہے تاوہ اپنے اوپر پڑنے والی ذمہ داریوں کو اچھی طرح نباہ سکیں خدام الاحمدیہ ایک روحانی فوج ہے جس کو حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے تیار فرمایا۔ اس فوج کو روحانی اسلحہ سے لیس ہو کر دین کے دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہے اس وجہ سے ضروری ہے کہ اس کی تربیت کی طرف خاص توجہ دی جائے تا وہ ہر قسم کے روحانی اسلحہ سے لیس ہوں۔ خدام الاحمدیہ کے کام کے بارہ میں حضور نے فرمایا:۔

"خدام الاحمدیہ کا کام کوئی معمولی کام نہیں۔ یہ نہایت ہی اہمیت رکھنے والا کام ہے۔ درحقیقت خدام الاحمدیہ میں داخل ہونا اور اس کے مقررہ قواعد کے ماتحت کام کرنا۔ ایک اسلامی فوج تیار کرنا ہے ـــ مگر ہماری فوج وہ نہیں جس کے ہاتھوں میں بندوقیں یا تلواریں ہوں۔ بلکہ ہماری فوج وہ ہے جس نے دلائل سے دنیا پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ ہماری تلواریں اور بندوقیں وہ دلائل ہیں جو احمدیت کی صداقت کے متعلق ہماری طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ ہماری بندوقیں اور تلواریں وہ دعائیں ہیں جو ترقی احمدیت کے متعلق ہم ہر وقت مانگتے رہتے ہیں اور ہماری بندوقیں اور تلواریں وہ اخلاقِ فاضلہ ہیں جو ہم سے صادر ہوتے ہیں۔ پس دلائل مذہبی دعائیں اور اخلاقِ فاضلہ ہماری توپیں اور یہی ہماری تلواریں ہیں۔ انہی

توپوں اور انہی تلواروں سے ہم نے دنیا
کے تمام ادیان کو فتح کر کے اسلام کا پرچم
لہرانا اور ان پر غلبہ اور اقتدار حاصل
کرنا ہے اگر نوجوانوں میں یہ جذبہ ہم جاری رکھا
تو ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد
ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی مسلح فوج تیار
کر لیں گے۔ جس کے مقابلہ میں کوئی دشمن
نہیں ٹھہر سکتا۔" (خطبہ جمعہ الفضل ۹ راپریل ۱۹۳۹ء)

خدام الاحمدیہ کا یہ مقام اور یہ فرائض تقاضا کرتے
ہیں کہ یہ تنظیم ہر اس شہر میں قائم ہو جہاں احمدی رہتے
ہیں اور ان کے ذریعہ سے اسلام و احمدیت کی ترقی کے
لئے کوشش کی جائے۔ حضور نے جماعتوں میں اس تنظیم کو
قائم کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"اپنے اپنے ہاں نوجوانوں کو منظم کریں اور
ان کی ایک مجلس بنا کر خدام الاحمدیہ اس کا
نام رکھیں اور انہیں سلسلہ کے وقار کے
تحفظ اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کے
لئے کام کرنے کی ترغیب دیں۔"

(الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۳۸ء)

اس تنظیم کے رکن ہوتے ہوئے ہمیں اپنے اخلاق و اعمال
میں اتنا اعلیٰ درجہ کا نیک نمونہ بننا ہوگا۔ کہ دنیا ہمارے
وجودوں کو کسی پاگل کی بڑ قرار نہ دے سکے۔ حضور نے ہمیں
اس بارہ میں توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ
اپنے اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کریں۔ کہ
نسلاً بعد نسلٍ انسان کی روح زندہ
رہے اسلام اپنی ذات میں تو کامل
مذہب ہے۔ لیکن اعلیٰ سے اعلیٰ شربت
کے لئے بھی گلاس کی ضرورت ہوتی ہے
اسی طرح اسلام کی روح کو دوسروں
تک پہنچانے کے لئے گلاس کی ضرورت
ہے۔ اور ہمارے خدام الاحمدیہ وہ
گلاس ہیں جن میں اسلام کی روح
کو قائم رکھا جائے گا۔ اور ان کے
ذریعہ اس کو دوسروں تک پہنچایا
جائے گا۔"

(الفضل ۱۵ دسمبر ۱۹۵۵ء)

پس ہمارے امام المصلح الموعود رضی اللہ عنہ
نے ہماری یہ تنظیم قائم فرما کر ہم پر ایک احسان عظیم
فرمایا ہے۔ ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ ہم اس تنظیم کے عظیم
مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو اخلاقی
اور عملی طور پر بہترین نمونہ بنانے کی کوشش کریں۔
تا اسلام اور احمدیت کی سچائی ظاہر ہو۔ اور حضرت
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تمام دنیا میں
بول بالا ہو۔ خدا تعالیٰ ہمیں ایسا ہی بننے کی توفیق
عطا فرمائے۔

خدمتِ دیں کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

(المصلح الموعودؓ)

چند روایات

(مکرم میاں روشن دین صاحب عرآنث۔ اوکاڑہ)

حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وجود ایک نہایت ہی مبارک وجود تھا۔ اپنے ملنے والوں کو اپنی نیک نصائح اور مشوروں سے مستفیض فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی غریب پروری اور بلند اخلاق کے چند واقعات عرض کرتا ہوں

(۱)

میں نے قادیان میں جب دکان کھولی تو حضرت میاں صاحب نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا کہ جو شخص ہجرت کر کے آتا ہے وہ اپنے اخلاص سے زیادہ کام لیتا ہے مگر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر میرے نام پر بھی اگر آپ سے کوئی چیز طلب کرے تو آپ بغیر میرے دستخطوں کی چٹھی کے خواہ میرے نوکر ہی ہوں کوئی چیز کسی کو نہ دیں۔ پھر آپ نے اپنے دستخطوں کا نمونہ بھی مجھے دکھایا۔ ایک دفعہ کچھ نقصان ہوا بھی مگر وہ آپ کے ذریعہ ہی مل گیا۔

(۲)

ایک دفعہ میں نے دار العلوم قادیان میں کچھ زمین لینے کا ارادہ کیا۔ حضرت میاں صاحب مغرب کی نماز کے انتظار میں مسجد مبارک کی چھت پر ٹہل رہے تھے۔ میں بھی ساتھ ہو لیا۔ اور عرض کی کہ کچھ زمین لینا چاہتا ہوں حضرت میاں صاحب مجھے لے کر ایک کونہ میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ گو قادیان میں زمین خریدنا بھی دنیاوی معاملہ نہیں مگر پھر بھی بیع کا معاملہ ہے اس لئے مسجد میں بات نہیں کرنی چاہیئے۔ آپ دفتر میں صبح آجائیں۔ چنانچہ آپ علی الصبح ہی میری خاطر دفتر میں پہنچ گئے۔ اور فوراً مجھے زمین کے نمبر وغیرہ دیدیئے۔

(۳)

میں نے مسجد فضل قادیان کے قریب مکان بنانا شروع کیا جس میں مستری صاحب سے نقص رہ گیا۔ میں نے ملاقات کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی وقت حضرت میاں بشیر احمد کو دکھائیں۔ میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا عصر کی نماز پڑھکر چلیں گے۔ چنانچہ آپ نماز کے بعد میرے ساتھ چل پڑے جو جو نقص تھا دیکھا اور مستری صاحب کو اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔ برآمدہ کے ستون میں نے گول رکھوائے تھے جن کی اینٹوں کی گھڑائی مستری صاحب کروا رہے تھے۔ وہ دیکھ کر مجھے نصیحت فرمائی۔ کہ مکان جب بھی بنوایا جائے اس کی پائیداری کا خاص خیال رکھا جائے۔ ستون گول کروانے میں خرچ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور پھر یہ ستون بھی کمزور ہوتے ہیں ایسے کاموں میں ہمیشہ کم خرچ اور پختگی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ حضرت میاں صاحب باوجود میری غیر حاضری

کے مکان کی تیاری تک خود بخود آکر اس کی نگرانی فرماتے رہے۔ اللہ! اللہ! کس قدر غریب پروری آپ کے اندر تھی۔

(۴)

ہجرت ۱۹۴۷ء کے وقت ہوشیارپور جالندھر وغیرہ کے اکثر لوگ قادیان آگئے تھے اور لنگر میں ان کے کھانے کا انتظام تھا اور رہائش اور حفاظت کا بھی۔ ان میں سے ضرورت مند لوگ سونا چاندی فروخت کرتے تھے۔ جو ہندو صراف دس پندرہ روپے تولہ کے حساب سے سونا اور چار آنے تولہ چاندی خریدا کرتے تھے۔ مَیں نے حضرت میاں صاحب سے ملاقات کی۔ اور اس صورتِ حال سے آگاہ کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ آپ اگر انتظام کریں اور انجمن روپیہ لگائے اور ان لوگوں سے اسی روپیہ تولہ کے حساب سے سونا خریدا جاوے۔ تو ان لوگوں کو بھی فائدہ ہو سکتا ہے اور انجمن کو بھی۔ کیونکہ ان دنوں سونے کا نرخ ۱۰۰ روپیہ تولہ تھا اور چاندی سو روپیہ فی سینکڑہ تھی۔ اور وہ اسی روپے کی ۱۰۰ تولہ خریدی جاتی تھی۔ آپ نے میری بات کو نہایت توجہ سے سُنا۔ اور فرمایا کہ بے شک ہمیں دنیاوی فائدہ تو ہو جاوے گا۔ مگر اس سے جماعت کا وقار نہیں رہے گا۔ لوگ کہیں گے کہ چار دن روٹی کھلا کر ہمارا مال سستا خرید لیا۔ اس لئے ہمیں یہ کام من حیث الجماعت نہیں کرنا چاہیئے۔

یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے اندر جماعت کے وقار کا کس قدر احساس تھا۔

(۵)

طالب علموں سے آپ کو خاص محبت تھی۔ میرا لڑکا کریم احمد طاہر جو اپنے لئے اور اپنے بڑے بھائی منور احمد سعید کے لئے دعا کی غرض سے حاضر ہوتا رہتا، بڑی محبت سے اس سے گفتگو فرماتے اور نصائح فرماتے۔ مجلس مشاورت میں جب احمدیہ ہوسٹل کا ذکر آیا۔ تو اس وقت آپ نے انٹر کالجیئیٹ ایسوسی ایشن کے سیکرٹری کو بلایا۔ مگر اس اجلاس میں میرا لڑکا کریم احمد جو انٹر کالجیئیٹ کمیٹی کا سیکرٹری تھا۔ موجود نہ تھا۔ مَیں نے کہا کہ آپ کو حضرت میاں صاحب نے یاد فرمایا تھا۔ وہ آپ سے طالب علموں وغیرہ کی تعداد پوچھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ کریم احمد آپ کو گھر پر جا کر ملا۔ اور عرض کی کہ ہوسٹل نہ ہونے کی وجہ سے احمدی طالب علموں کو بڑی دقت ہے جس سے ان کی تربیت میں بھی نقص آنے کا خطرہ ہے اس پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا۔ کہ خواہش تو میری بھی یہی تھی۔ کہ اس سال ہوسٹل بن جائے۔ مگر اس سال تو نہیں بن سکا۔ تجویز پاس نہیں ہوئی۔ اگلے سال پھر دیکھا جائے گا۔ چنانچہ اگلے سال مجلس شوریٰ میں کثرتِ رائے سے ہوسٹل کی منظوری ہو گئی۔ اور لاہور میں احمدیہ ہوسٹل بن گیا۔

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو
(المصلح الموعودؓ)

تبصرہ

"نور فطرت"

مؤلفہ :- جناب نسیم سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ۔

سائز :- ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۲۸ - طباعت عمدہ قیمت ایک روپیہ

ناشران :- سیفی برادرز - ۴ میکلوڈ روڈ - لاہور

تبصرہ کے لئے "نور فطرت" کا پیش لفظ پیش کرنا مناسب ہے۔ یہ پیش لفظ محترم مولانا ابو العطاء صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد (تربیت) نے تحریر فرمایا ہے:

"نور فطرت" جو سلسلہ احمدیہ کے نامور شاعر جناب نسیم سیفی کی نظموں کا مجموعہ ہے اس پر نظر کرنے سے دل پکار اٹھتا ہے کہ اس میں حضرت حسانؓ کی شاعری کا رنگ جھلک رہا ہے پاکیزہ الفاظ میں اور بہترین اور دلربا انداز میں حقائق کو ایک سلک میں پرو دیا گیا ہے نظموں میں تنوع ہے۔ جذبات فطرت کی صحیح تعبیر ہے ادبیت کے ساتھ ساتھ دینداری کی روح ہر جگہ غالب ہے آخر کیوں نہ ایسا ہوتا جبکہ شاعر کی ساری زندگی خدمت دین میں گذری ہے۔ وطن سے ہزاروں میل دور افریقہ کے مختلف علاقوں میں بھی ربع صدی کے لگ بھگ اسے اشاعت اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ عربی میں کہتے ہیں كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ کہ برتن سے وہی نکلے گا جو اس میں ہوگا۔ "نور فطرت" خادم اسلام شاعر کی روح کی آواز ہے۔ دعوۃ و تبلیغ دین کیلئے ایک بلاوا ہے دیکھئے شاعر کس جذبۂ شوق کے ساتھ دعوت دے رہا ہے ؎

یہ ہے دورِ مسیح زماں دوستو لمحہ لمحہ ہے اب جاوداں دوستو

گردِ رہ بھی ہے جنت نشاں دوستو آؤ منزل کے نغمات گاتے چلیں

شاعر کی ساری نظمیں ہی دلربا اور دلکش ہیں۔ اور یہ مجموعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتوں کیلئے اسم بامسمّٰی بنے گا میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت نسیم کو اپنے جملہ مقاصد میں کامیاب کرے اور ان کا یہ مجموعہ اہل ایمان کیلئے نسیم سحری اور اہل زیغ کیلئے سیف بتار ثابت ہو۔ آمین یارب العالمین۔ میں اخویم سیفی صاحب کو اس مجموعہ کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خاکسار ابو العطاء جالندھری"

اس عنوان کے تحت دلچسپ اور معلوماتی اخباری تراشے قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ (ادارہ)

٭ بیٹری سیلوں سے چلنے والا کلاک

رینالہ خورد۔ ایک مقامی گھڑی ساز مسٹر عبدالصمد نے بیٹری سیلوں سے چلنے والا ایک کلاک ایجاد کیا ہے اور اس کلاک میں دو بیٹری سیل ڈالنے کے بعد ایک سال تک اسے چابی دینے کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ کلاک بالکل صحیح وقت دیتا ہے انہوں نے کہا کہ اگر حکومت یا کوئی نجی ادارہ سرپرستی قبول کرے تو اس ایجاد کو وسیع پیمانے پر تیار کیا جا سکتا ہے۔

٭ آدھے دماغ والا انسان

ماسکو۔ ایک امریکی سرجن نے ۲ سو ماہرین نفسیات کو یہ بتا کر حیرت میں ڈال دیا ہے کہ اس نے ایک مریض کا آدھا دماغ نکال دیا ہے اور اس کے بعد بھی وہ چلتا ہے باتیں کرتا ہے گاتا ہے اور حساب کتاب بھی کرتا ہے نبراسکا یونیورسٹی کے کالج برائے ادویات کے ڈاکٹر ارن سمتھ نے ان ماہرین کو ۴۷ سالہ مریض کی فلم دکھائی یہ فلم مریض کے سر کے بائیں حصہ سے آدھا دماغ نکالنے کے ۵ ماہ بعد تیار کی گئی تھی۔

ڈاکٹر سمتھ نے ماہرین نفسیات کی بین الاقوامی کانگریس میں کہا کہ ابتک دماغ کے کام کرنے کے بارے میں نصابی کتابوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب غلط ہے۔

نصابی کتابوں میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ بائیں حصہ کے دماغ کی عدم موجودگی کی وجہ سے انسان میں وہ کام کرنے کی صلاحیتیں باقی نہیں رہتیں جو ڈاکٹر سمتھ کا مریض انجام دے رہا ہے لیکن ڈاکٹر سمتھ کے اس کارنامہ کے بعد سائنسدان اور ماہرین نفسیات اس بات کو مان گئے ہیں کہ انسان دماغ کے اس حصہ کی عدم موجودگی میں بھی باشعور رہتا ہے۔

ڈاکٹر سمتھ نے بتایا کہ جس طرح آپریشن کر کے انسان کے جسم سے ایک گردہ کو نکال دیا جاتا ہے اور وہ اپنے کام انجام دیتا ہے بالکل اسی طرح انسان کے بائیں حصہ کے دماغ کو نکال لینے سے انسان کی صلاحیتوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

٭ شیر نے لڑنے سے انکار کر دیا۔

جکارتہ۔ گزشتہ روز مقامی سٹیڈیم میں جمع لاکھوں افراد کو سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ جب ایک شیر اپنے مدمقابل انسان سے لڑنے پر آمادہ نہ ہوا۔ ان تماشائیوں میں وزیر خارجہ مسٹر آدم ملک اور پارلیمان کے سپیکر حاجی شیخو بھی شامل تھے۔ یہ مقابلہ ملک میں اپنی نوعیت کا پہلا مقابلہ تھا۔ اور انسان کی یہ لڑائی اس وقت تک جاری رہتی جب تک دونوں میں سے ایک ہلاک نہ ہو جاتا شیر سے لڑنے والا یہ پہلوان مغربی جاوا کا رہنے والا ہے۔ اور اس کا نام بازو لا یز جو بتایا گیا ہے۔ شیر کافی اکسانے کے باوجود اس سے لڑنے پر آمادہ نہ ہو سکا۔

مرکزی اعلانات

اپنی مجلس کا نام تلاش کیجئے!

حسب ذیل مجالس خدام الاحمدیہ مبارکباد کی مستحق ہیں۔ جنہوں نے اپنا بجٹ سال رواں ۲۵ ستمبر تک ۱۰۰ ٪ وصول کر کے مرکز کو ارسال کر دیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ دوسری مجالس کو بھی ان مجالس کی تقلید کی توفیق بخشے:

نام مجالس مع ضلع		نام مجالس مع ضلع		نام مجالس مع ضلع	
ٹوپی	ضلع مردان	چک ۲۰۸ گ ب	ضلع لائلپور	تلونڈی موسے خاں	ضلع گوجرانوالہ
دوالمیال	" جہلم	" ۲۷۶ ر ب	" "	۱۰/۹۳	" شیخوپورہ
رسول	" گجرات	تاندلیانوالہ	" "	جھنگڑ حاکم والا	" "
منڈی بہاؤالدین	" "	ماموں کانجن	" "	پھوئیوال	" "
کنجاہ	" "	چک ۲۶۶ ر ب	" "	آنبہ	" "
چک ۳۳ جنوبی	" سرگودھا	چک ۱۶۶/7-R	" بہاولنگر	ملتان	" ملتان
" ۳۵ "	" "	" ۱۹۴/7-R	" "	دنیا پور	" "
" ۳۸ "	" "	موضع جھبول	" رحیم یارخاں	جہانیاں	" "
خوشاب	" "	چک ۶۵ پی	" "	کوٹھے والا	" "
چک ۶۲ جنوبی	" "	" ۳۵ "	" "	۳۹۰/W.B	" "
" ۸۱ شمالی	" "	" ۱۳۳ "	" "	کبیروالا	" "
" ۸۸ "	" "	بستی کٹیانوالی	" "	۱۷۰/10-R	" "
بستی مسلم شیخاں	" "	۲۰ این۔پی	" "	عارف والا	" ساہیوال
چک ۱۲۵ ر ب	" لائلپور	کوئٹہ	" کوئٹہ	6/11-L	" "
" ۱۲۷ "	" "	سبی	" "	تبولہ	" "
" ۳۱۲ ج ب	" "	سیالکوٹ	" سیالکوٹ	۱۳۰ ٹی۔ڈی۔اے	" مظفر گڑھ
" ۸۹ "	" "	ترسکہ سیال	" "	لاہور چھاؤنی	" لاہور
" ۲۰ گ ب	" "	گرمولہ ورکاں	" گوجرانوالہ	گوٹھ غلام محمد	" خیرپور

نام مجلس مع ضلع		نام مجلس مع ضلع		نام مجلس مع ضلع	
گوٹھ علی محمد	ضلع خیرپور	گوٹھ امام بخش	ضلع نوابشاہ	رادھن	ضلع دادو
〃 فتح دین	〃 〃	قمرآباد	〃 〃	نصرت آباد اسٹیٹ	〃 تھرپارکر
〃 جمال پور	〃 〃	مورد	〃 〃	بلوچ آباد	〃 〃
〃 صوبہ ڈیرہ	〃 〃	محراب پور	〃 〃	چنیبر	〃 حیدرآباد
شریف مغلاں	〃 حبیب آباد	روڈ رسول بخش	〃 〃	دوسیا جٹاں	〃 آزاد کشمیر
باندھی	〃 نواب شاہ	گوٹھ رحمت علی	〃 〃	کوٹلی	〃 〃

حسب ذیل مجالس خدام الاحمدیہ بھی مبارکباد کی مستحق ہیں کیونکہ انہوں نے اپنا بجٹ سال رواں (چندہ مجلس اور سالانہ اجتماع) ۲۵ ستمبر تک ۱۰۰٪ ادا کر دیا ہے البتہ ان کے ذمہ تعمیر ہال کا بقایا واجب الادا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مجالس کو جزائے خیر دے اور تعمیر ہال کے بقایا ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

نام مجلس مع ضلع		نام مجلس مع ضلع		نام مجلس مع ضلع	
گجرات	ضلع گجرات	گوجرہ	ضلع لائلپور	۲۲۳	ضلع بہاول نگر
کڑیانوالہ	〃 〃	۳۶۷ ج ب	〃 〃	۱۶۹ / ۷–R	〃 〃
۹۸ شمالی	〃 سرگودہا	۲۷۵ ر ب	〃 〃	۳۲۷ / ۱۰–R	〃 〃
ربوہ	〃 〃	۹۶ ج ب	〃 〃	۴۷ بی	〃 رحیم یار خاں
بھان امیر علی درک	〃 〃	۳۳۲ ج ب	〃 〃	۳۲ این۔پی	〃 〃
مٹھہ ٹوانہ	〃 〃	بہاولپور	〃 بہاولپور	چک ۱۳۳	〃 〃
۸۷ شمالی	〃 〃	اوچ شریف	〃 〃	کوٹ کریم بخش	〃 سیالکوٹ
قائد آباد	〃 〃	۱۹۲ مراد	〃 〃	بگرنمی	〃 〃
سرگودھا چھاؤنی	〃 〃	۸۴ چک فتح	〃 〃	چک چھٹہ	〃 گوجرانوالہ
شاہ پور صدر	〃 〃	۱۲۵	〃 〃	آدم پورہ	〃 شیخوپورہ
۵۲ ج ب	〃 لائلپور	بہاول نگر	〃 بہاول نگر	۳۶۳ / E.B.	〃 ساہیوال
۱۹۴ ر ب	〃 〃	وستی نور پور	〃 〃		
ٹوبہ ٹیک سنگھ	〃 〃	۱۶۸ مراد	〃 〃		

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ۔
(ہم نے یقیناً انسان کو زہین محنت بنایا ہے)

خدام الاحمدیہ میدانِ عمل میں

* مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ کی سالانہ تربیتی کلاس
* مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس کا سالانہ تربیتی کیمپ
* مجالس ضلع سرگودھا اور تربیتی کلاسز
* خدمتِ خلق و وقارِ عمل
* سیر و تفریح اور روحانی ماحول
* مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا کے شب و روز
* جستہ جستہ

"خدام کو چاہیے۔ کہ وہ یقیناً محنت سے کام کرنے کی عادت ڈالیں اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے۔ اس کو جانفشانی سے سرانجام دیں"۔
(حضرت المصلح الموعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ کی دوسری سالانہ تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ کو امسال خدا تعالیٰ نے دوسری سالانہ تربیتی کلاس منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ لیکن امسال اس کا انتظام علاقائی سطح پر کیا گیا تھا۔ اور اس میں شمولیت کے لئے علاقہ کی دوسری مجالس کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ مغربی پاکستان کی کئی دوسری مجالس سے بھی شمولیت کی درخواست کی گئی یہ کلاس ۵ تا ۱۲ ار وفا ۱۳۴۷ھش جاری رہی۔

کلاس کا افتتاح ۵ ر وفا کو بعد نماز جمعہ محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ کوئٹہ وقلات نے مختصر خطاب اور پرسوز دعاؤں سے فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی باغ اس وقت تک ہی سرسبز و شاداب رہ سکتا ہے جب تک اس کی مناسب دیکھ بھال اور آبیاری کی جاتی رہے لیکن اگر اس سے غفلت برتی جائے تو وہ سوکھ جاتا ہے یہی حال مذہب اسلام کا ہے اس باغ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لگایا اور خدا تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اس کی دیکھ بھال کے لئے مجددین مبعوث فرمائے۔ اس زمانہ میں اس باغ کی دیکھ بھال کا کام جماعت احمدیہ کے ذمہ ہے جس کے آپ نونہال ہیں اور یہ تربیتی کلاس اس لئے جاری کی گئی ہے کہ آپ اس باغ کی دیکھ بھال کی ٹریننگ حاصل کریں۔

اس کلاس کی نوعیت تدریسی قسم کی تھی۔ اور مرکزی تربیتی کلاس کے مطابق خدام کو مختلف بنیادی عقائد اور موضوعات پر نوٹس لکھوائے گئے۔ روزانہ کلاس کی دو نشستیں منعقد ہوتیں۔ پہلی نشست ساڑھے پانچ بجے سے نماز مغرب تک ہوتی جس میں اساتذہ کرام مقررہ موضوعات پر خدام کو نوٹس لکھواتے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد دوسرا اجلاس منعقد ہوتا جس میں سلسلہ کے کوئی عالم اور بزرگ تقریر فرماتے۔ کلاس میں قرآن کریم، حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

اس ہفت روزہ کلاس میں متعدد علماء کرام نے خدام کو نہایت محنت سے پڑھایا اور تقاریر فرمائیں جن میں سے مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ، مکرم مولانا محمد دین صاحب شاہد مربی سلسلہ، مکرم مولانا محمد عمر صاحب بلوچ مربی سلسلہ، مکرم میاں بشیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ کوئٹہ وقلات اور مکرم قاضی نعیم الدین صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۲ ار وفا کو بعد نماز جمعہ کلاس کا اختتامی اجلاس ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور عہد کے بعد محترم شیخ محمد حنیف صاحب نے ایک مختصر خطاب میں مجلس کی ترقی کی رفتار پر نہایت خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور امتحان میں کامیاب ہونیوالے خدام میں اسناد تقسیم فرمائیں۔ مکرم عبد الباری ناظم مال مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ اول اور مکرم قمر الزمان صاحب عابد ناظم اصلاح وارشاد دوم رہے۔

(محمد ہادی نسیم فاروقی۔ نامہ نگار خالد)

مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس کا پانچواں سالانہ تربیتی کیمپ

مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس ہر سال ایک ہفت روزہ تربیتی کیمپ منعقد کرتی ہے۔ امسال ۱۲ سے ۱۹ ظہور ۱۳۴۷ھ ش تک "Flic en Flac" کے بہترین ساحل پر کیمپ لگایا گیا اس میں ۷۵ خدام و اطفال اور چند انصار نے حصہ لیا پہلے دن خیمے نصب کیے گئے جن کے نام یہ تھے (۱) ناظر۔ (۲) لطوطہ (۳) نور (۴) خالد (۵) عمر (۶) طارق (۷) کرشن (۸) بلال - ہر ایک خیمہ کا ایک کپتان مقرر کیا گیا۔

روزانہ پروگرام نماز تہجد سے شروع ہوتا تھا - اسکے بعد نماز فجر کی ادائیگی اور نماز با ترجمہ کا درس ہوتا پھر اجتماعی ورزش میں ہر چھوٹا بڑا شامل ہوتا۔ ناشتہ کے بعد دو گھنٹے کا وقفہ صفائی اپنے اپنے خیمے کو خوبصورت بنانے میں صرف ہوتا اسکے بعد خیموں کا معائنہ ہوتا ساتھ ہی خدام کی صفائی اور علمی ترقی کا بھی جائزہ لیا جاتا۔ ہر روز اول آنیوالے خیمہ کو انعام دیا جاتا معائنہ کے بعد کھیلوں کا پروگرام شروع ہو جاتا۔ جس میں آخری پروگرام سمندر میں تیرنا ہوتا تھا۔ بارہ بجے کھانا کھایا جاتا - پھر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرنے کے بعد علمی مجلس لگتی جس میں تلاوت قرآن مجید، نظم خوانی، تقریر اور سوال و جواب وغیرہ کے مقابلے ہوتے۔ فرسٹ ایڈ اور فوٹوگرافی وغیرہ پر عملی اسباق بھی دیئے جاتے رہے۔ ۳½ بجے چائے کے بعد کھیلوں کا پروگرام پھر شروع ہو جاتا۔ اس کے بعد کھانے کا وقت مقرر تھا - پھر مغرب و عشاء کی نمازیں ادا کی جاتیں بعد ازاں ۸ تا ۹ بجے شب علمی مجلس دوبارہ لگتی جس کے بعد گرم گرم "Cocoa" بہت ہی لطف دیتا - اور دس بجے سونے کیلئے وسل دی جاتی - ظہر و عصر کے بعد قرآن مجید اور عشا کے بعد حدیث کا درس ہر روز کا معمول تھا۔ اس طرح صبح پانچ بجے سے رات دس بجے تک ہر ایک مصروف رہتا اور اسلامی ماحول میں ایک خوشگوار وقت گزارتا۔

آخری روز تقسیم انعامات کا دن تھا۔ اس دن سب احمدیوں کو دعوت عام دی گئی تھی۔ چنانچہ صبح ہی سے ملک کے کونے کونے سے احباب پہنچنے شروع ہو گئے۔ نماز ظہر و عصر کے بعد تقسیم انعامات کا پروگرام شروع ہوا تلاوت اور نظم کے علاوہ علمی اور ورزشی پروگرام شروع ہوئے۔ ناظر عام نے تربیتی کیمپ کی ہفت روزہ مختصر کارروائی پیش کی - پھر انعامات کی تقسیم شروع ہوئی۔ اس وقت حبذا کی صدائیں ہر طرف بلند ہو رہی تھیں۔ آخر میں نوجوانوں کو نصیحت کی گئی کہ اس اسلامی ماحول کو گھروں میں جا کر بھی قائم رکھنے کی سعی کریں۔ دوسری طرف والدین سے گزارش کی گئی کہ وہ بھی اپنے عزیزوں کو تربیتی کیمپ کے دوران حاصل کردہ باتوں کو بھولنے نہ دیں۔ اس کے بعد ایک لمبی اجتماعی دعا ہوئی۔ جس میں ایک ہندو سوامی جی بھی شامل ہوئے۔ دعا کے بعد انہوں نے دو تین منٹ تک خطاب کیا۔ چند ہندو اور عیسائی بھی فیس دے کر اس تربیتی کیمپ میں شامل ہوئے۔ ایک روز پریس کے نمائندگان ظہرانہ پر مدعو تھے آٹھ نمائندگان آئے جن میں ایک فوٹوگرافر بھی تھا۔

خدام الاحمدیہ ماریشس کا سالانہ تربیتی کیمپ

کیمپ کی تفصیلی رپورٹ اس شمارہ میں درج ہے - چند مناظر کی تصاویر پیش کی جاتی ہیں -

احمدیہ ہیڈ کوارٹرز دارالسلام روزھل سے تربیتی کیمپ کے لئے آخری قافلے کی روانگی کا ایک منظر

نماز فجر کے بعد اجتماعی ورزش کا ایک منظر

کیمپ کے معائنہ صفائی کا ایک منظر

خیمہ ''خالد'' کا نشان - منارۃ المسیح

خیمہ ''نور'' والوں کا نشان

تقسیم انعامات سے قبل تفریحی پروگرام کا ایک منظر
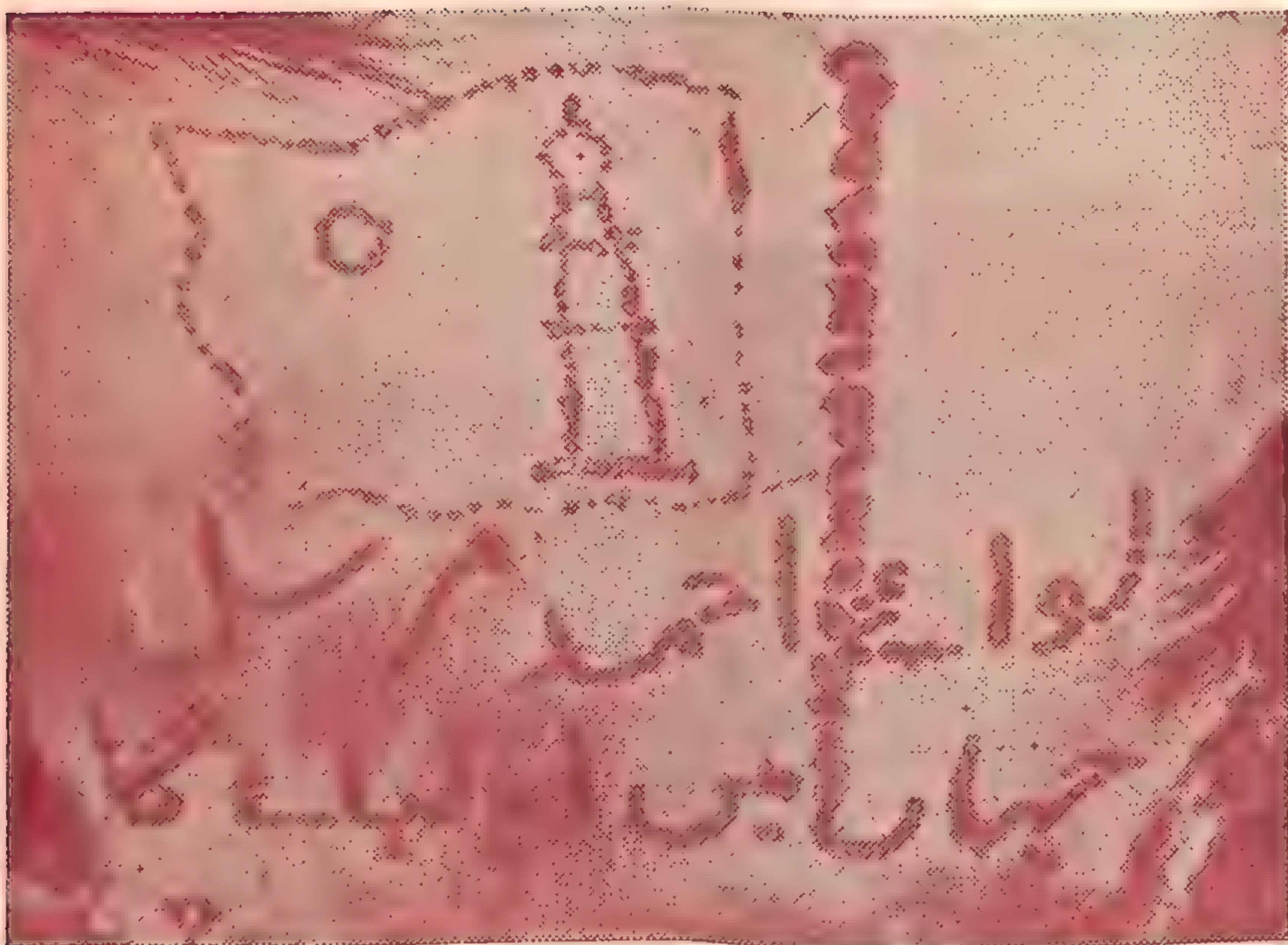
لوائے احمد مرسل جہاں میں لہلہائے گا
ایک صداقت ۔ جسے تصویری زبان میں پیش کیا گیا

تقسیم انعامات کا ایک نظارہ

تربیتی کیمپ میں شامل ہونے والوں کا گروپ فوٹو

نماز باجماعت کا نظارہ۔تبلیغ اسلام کا ایک مؤثر ذریعہ

کھانے کی تقسیم
کا ایک منظر

اطفال الاحمدیہ کھانے
میں مصروف ھیں
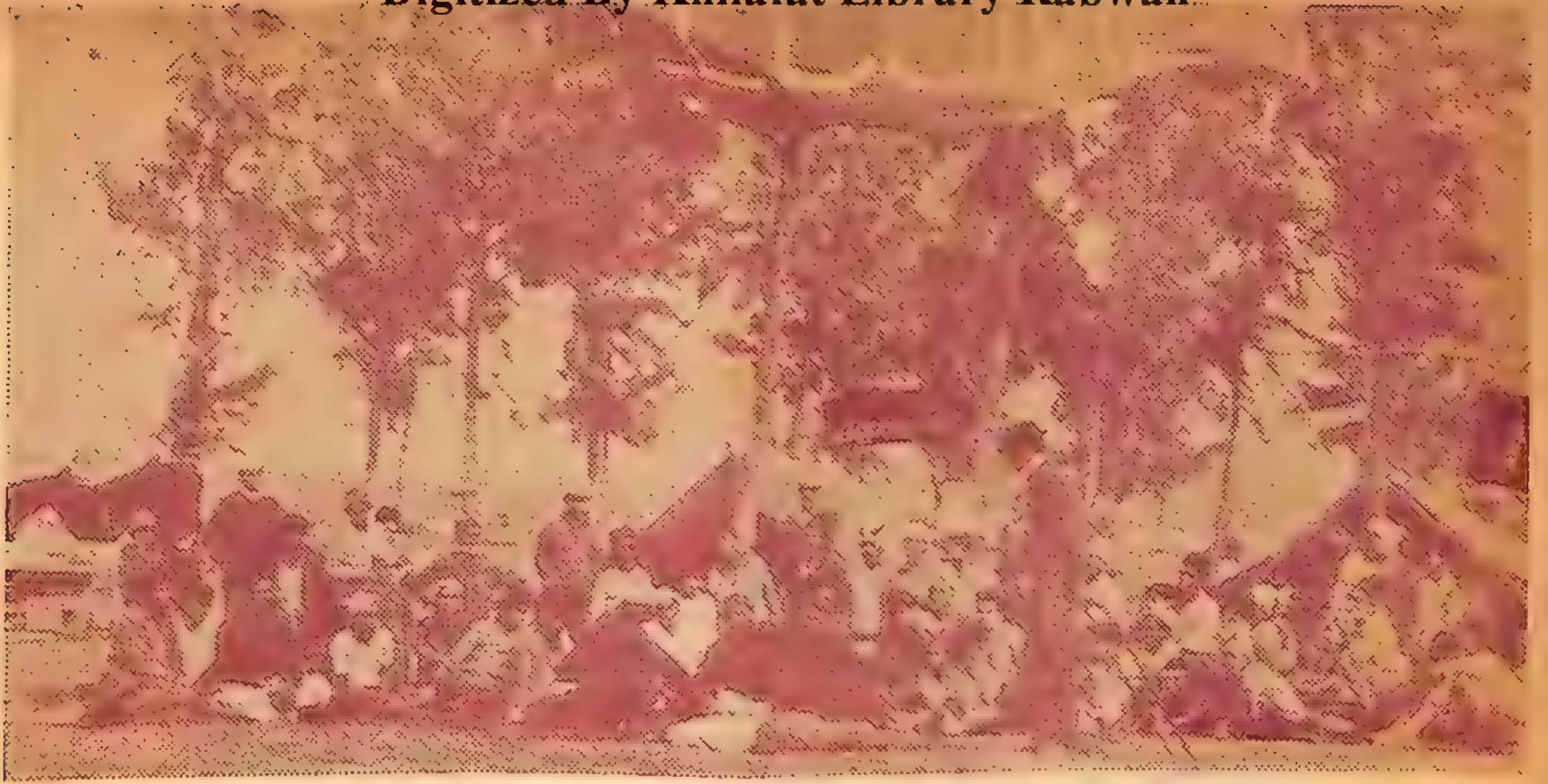
ابتدائی طبی امداد کے بارہ میں ایک لیکچر

کیمپ کے آخری روز
ایک معزز ہندو سوامی
Venkatasananda
نے مختصر خطاب کیا

ملک کے مدیران جرائد
کے ساتھ۔ مدیران جرائد
نے کیمپ کی صفائی اور
انتظام کو سراہا۔

اُنہوں نے کیمپ کی کاپی پر اچھے ریمارکس درج کئے۔ پریس نے تربیتی کیمپ کی خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا ماریشس کے واحد انگریزی اخبار "Mauritius times" نے لکھا کہ اس کیمپ کا مقصد "Pleasure Through Training" یعنی تربیتی پروگراموں کے ذریعہ خوشی حاصل کرنا تھا۔ اور بتایا کہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کیمپ میں شامل ہونیوالوں کے لئے زندگی کے ہر پہلو پر لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ بحث و مباحثہ میں ہر ایک کو حصّہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اور پھر عملی طور پر ہر کام کروایا جاتا ہے۔ تربیتی کیمپ سے متأثر ہو کر ایک ہندو ٹیچر نے لکھا۔ کہ میں بلا تکلف بیان دیتا ہوں کہ جماعت احمدیہ اور اس کے ممبرز بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں۔ اور جو تربیت ان کو دی جاتی ہے۔ وہ نوجوانوں کیلئے بلکہ ساری مخلوق کے لئے مفید ہوگی؛

مجالس ضلع سرگودھا اور سالانہ تربیتی کلاسز

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سرگودھا کو یہ توفیق ملی کہ وہ ضلع بھر میں دور دراز تک پھیلی ہوئی مجالس کے ساٹھ فیصدی سے بھی زیادہ حصّہ میں سالانہ تربیتی کلاسز منعقد کر کے اپنے خدام بھائیوں کی علمی و تربیتی ترقی کا سامان کر سکے۔ مجموعی طور پر کل چودہ کلاسز منعقد ہوئیں جن میں سے تین کلاسز میں حضرت صدر صاحب نے بنفس نفیس تشریف لا کر خدام کو شرف ملاقات بخشا۔ اور اہم ہدایات سے نوازا۔ اور دو کلاسز کے لئے اپنے روح پرور پیغامات بھیجکر نوازا اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے جملہ اراکین نے ان جملہ تربیتی کلاسز میں شرکت فرما کر ہماری راہنمائی کی اسی طرح نظارت اصلاح وارشاد نے فاضل علماء سلسلہ کو بھجوا کر ہماری تربیتی کلاسز کو کامیاب بنانے میں ہماری سرپرستی فرمائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

اگرچہ مرکزی لائحہ عمل کے مطابق کم از کم ایک تہائی مجالس میں امسال سالانہ تربیتی کلاسز منعقد کروانا ضروری تھا۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ مجلس ضلع سرگودھا کو کہیں زیادہ مجالس میں تربیتی کلاسز منعقد کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کلاسز میں مرکزی پروگرام کے عین مطابق مقررہ تربیتی، علمی اور تبلیغی کورس نہایت اعلیٰ طریق پر پڑھایا گیا۔ آخر میں امتحان لے کر اول دوم اور سوم آنے والوں کو انعامات دیئے جاتے رہے علاوہ ازیں جسمانی و ذہنی ترقی کے لئے خدام کے مابین ورزشی اور علمی مقابلہ جات بھی کروائے جاتے رہے۔ ان کلاسز میں کل ۲۴ مجالس کے ۵۳۲ خدام اور ۲۳۲ اطفال نے شرکت کی۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کلاسز کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

(نثار احمد۔ نائب قائد ضلع سرگودھا)

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔

(تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے فائدہ کیلئے پیدا کیا گیا ہے)

خدمتِ خلق و وقارِ عمل

★ پچھلے دنوں بارشوں کی کثرت کی وجہ سے رلیو کے ضلع سیالکوٹ میں گاؤں سے باہر جانے کا راستہ بالکل خراب ہوگیا جس کی وجہ سے گاؤں والوں کو بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اس پر وہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ نے ایک باقاعدہ پروگرام کے ماتحت تمام خدام اور انصار کو وقارِ عمل کے ذریعہ اس راستہ کو درست کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ ۱۱ ظہور کو صبح ۷ بجے خدام اور انصار متعدد کدالیں اور ٹوکریاں لیکر موقع پر پہنچ گئے ۲ بجے تک وقارِ عمل کر کے ۵۰۰ فٹ لمبے اور تین فٹ چوڑے راستے کو درست کیا گیا۔ درختوں کی ٹہنیاں بچھا کر اوپر نہر سے مٹی لاکر ڈالی گئی۔ اہلِ دیہات اس پُرجوش وقارِ عمل کے منظر سے بہت متاثر ہوئے۔

★ حلقہ ڈرگ روڈ کراچی کے ایک مخلص دوست کی درخواست پر مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ نے ان کے مکان پر وقارِ عمل کرنے کا پروگرام بنایا۔ مکان کا صحن ڈھلوان پر تھا۔ وہاں مٹی ڈالنی مقصود تھی تاکہ سیلابی پانی سے بچاؤ ہو سکے۔ حلقہ ڈرگ روڈ پانچ حصوں میں منقسم ہے۔ تمام خدام کو وقارِ عمل کی اطلاع کر دی گئی۔ چنانچہ ۲۸ وفا کو ½۶ بجے صبح تک ۵۵ خدام اور ۱۰ اطفال موقعہ پر پہنچ گئے تین سو فٹ لمبے راستہ پر خدام ایک قطار میں کھڑے ہو گئے اور ٹوکریوں کے ذریعہ باہر سے مٹی لا کر صحن میں ڈالنے لگے، ساتھ ساتھ تسبیح و تحمید اور درود شریف کا ورد جاری تھا۔ ۹ بجے تک کام مکمل کر لیا گیا۔ وقارِ عمل کے دوران ایک غیر از جماعت دوست وہاں پہنچے اور کہنے لگے۔ کہ مجھے بھی اس مبارک کام میں شمولیت کا شرف بخشا جائے۔

★ ماہ وفا و ظہور میں مجلس خدام الاحمدیہ بانگا ادینچے نے دس بھوکوں کو کھانا کھلایا۔ دو بیواؤں کو سودا لاکر دیا۔ تیرہ مریضوں کا مفت علاج کرایا۔ اور ایک طالب علم کو جوتی لے کر دی۔

★ ۱۴ ظہور کو مجلس ترگڑی ضلع گوجرانوالہ میں ایک اجتماعی وقارِ عمل ہوا۔ جس میں ۱۵ خدام اور ۸ اطفال شامل ہوئے۔ بارش کی وجہ سے گاؤں میں آنے والی سڑک جگہ جگہ سے خراب ہو چکی تھی۔ خدام اور اطفال نے وہاں وقارِ عمل کے ذریعہ مٹی ڈال کر ۲ فرلانگ سڑک کو درست کیا۔ خدام و اطفال کو وقارِ عمل کرتے دیکھکر غیر از جماعت احباب بہت متاثر ہوئے۔ اس وقارِ عمل پر کل ½۲ گھنٹے وقت صرف ہوا۔

★ چک ۳۵ شمالی ضلع سرگودھا میں چوراہے پر واقع ایک چھوٹا پل عرصہ چھ ماہ سے خراب تھا جس کی وجہ سے گزرنے والوں کو بہت دقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ وہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ نے اس پل کو درست کرنے کا پروگرام بنایا۔ ۸ تبوک کو ۹ خدام، ۶ اطفال، ۳ انصار اور ۶ غیر از جماعت افراد نے وقارِ عمل کے ذریعہ اس پل کو درست کیا۔ کل دو گھنٹے کام کیا گیا۔

زادہ بسطۃ فی العلم والجسم۔

(اللہ تعالیٰ نے طالوت کو علمی اور جسمانی لحاظ سے فراخی عطا کی تھی)

سیر و تفریح اور رُوحانی ماحول

☚ مجلس خدام الاحمدیہ کوئٹہ حلقہ مسجد کے زیر اہتمام ۱۲ر وفا کو اوڑک مقام پر پکنک کا پروگرام بنایا گیا۔ اس پکنک میں ۳۵ خدام نے حصہ لیا۔ علاوہ ازیں کوئٹہ میں مقیم تین واقفین عارضی، مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مبلغ ہالینڈ اور مکرم قاضی نعیم الدین صاحب سابق مبلغ افریقہ نے بھی شمولیت کی۔ تمام خدام علی الصبح مسجد احمدیہ سے اجتماعی دعا کے بعد سائیکلوں کے ذریعہ ایک تنظیم کے تحت روانہ ہو کر ۹ بجے منزل پر پہنچ گئے۔ پہلے بیت بازی کا پروگرام ہوا۔ پھر خدام کافی دیر تک انفرادی کھیلوں میں حصہ لیتے رہے اور اکثر خدام نے چشمہ کے ٹھنڈے پانی میں غسل کیا۔ بعد ازاں تمام خدام اور مہمانان نے مل کر کھانا کھایا اور کچھ آرام کیا۔ اس کے بعد مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے ہالینڈ میں تبلیغ اسلام کے حالات سنائے اسی طرح مکرم قاضی نعیم الدین صاحب نے بھی بعض ایمان افروز واقعات سنائے شام کے وقت واپسی ہوئی۔

☚ مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر کے زیر انتظام ۱۴ر ظہور کو لائلپور سے ۶½ میل دور گٹ والا نہر کے نزدیک ایک پکنک پارٹی کا پروگرام عمل میں آیا۔ اس میں ۸۰ کے قریب خدام نے شمولیت کی۔ خدام اپنے ساتھ تیرنے کے لئے ٹیوبز بھی لے گئے تھے سامان رکھنے کے بعد تمام خدام نہر میں نہانے لگے اور بعض پانی میں آنکھ مچولی کھیلنے لگے اس کے بعد کھانا کھایا گیا اور عصرین کی نمازیں ادا کی گئیں ازاں بعد ایک دلچسپ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں پہلے ذکر حبیب کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے گئے اس کے بعد بعض خدام نے لطائف اور دلچسپ واقعات سنائے دعا پر پروگرام ختم ہوا۔

★ جماعت احمدیہ خوشاب میں آنے والے ایک واقف عارضی کی تحریک پر خدام، اطفال اور انصار کے مشترکہ پروگرام کے تحت ۱۸ر وفا کو دریائے جہلم کے کنارے ایک کامیاب اور دلچسپ پکنک منائی گئی۔ دریا کے کنارے پہنچکر سب سے پہلے خدام و اطفال نے کبڈی کی کھیل کا شاندار مظاہرہ کیا۔ نہانے کے بعد ایک خادم نے "ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے" کے موضوع پر ایک مضمون پڑھا۔ اس موقعہ پر اطفال نے ایک تفریحی پروگرام پیش کیا۔ علاوہ ازیں دوڑ اور چھلانگ کے مقابلے بھی ہوئے۔

★ مجلس خدام الاحمدیہ ترگڑی کے خدام نے ۲۶ر وفا کو نہر پر ایک تفریحی ٹرپ منائی جس میں ۱۳ خدام اور ۴ اطفال شامل ہوئے۔ نماز جمعہ کے بعد نہر پر پہنچ گئے۔ نماز عصر ادا کی گئی ۴۵ اور تیرنے کی خوب مشق کی گئی۔ تیراکی اور دوڑ کے مقابلے ہوئے اس موقع پر لطائف اور دلچسپ مشاعرہ کا پروگرام بھی ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ سرگودہا کے شب و روز

(مجلس خدام الاحمدیہ سرگودہا کی سہ ماہی از ماہ احسان تا ظہور ۱۳۴۷ھش مساعی کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے)

اصلاح و ارشاد

۲۸ خدام نے کل ۱۲۷ عیسائیوں اور دیگر غیر از جماعت افراد کو تبلیغ کی جس پر کل ۹۸ گھنٹے وقت صرف ہوا۔ ۲۰۰ عدد پمفلٹ تقسیم کئے گئے اور ۳۰ عدد کتب برائے مطالعہ غیر از جماعت دوستوں کو دی گئیں ایک خادم عیسائیت کا خصوصی مطالعہ کر رہے ہیں۔ چار خدام دو دو ہفتہ کے لئے وقفِ عارضی پر گئے۔

تعلیم

مرکز کی ہدایت کے مطابق ہر ماہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا امتحان باقاعدگی سے لیا جا رہا ہے۔

تربیت

قیادتِ ضلع کے تحت ایک تربیتی کلاس ۱۳، ۱۴ ظہور کو مسجد بلاک ۹ سرگودھا میں منعقد ہوئی جس میں مجلس ہذا کے کل ۴۰ خدام شامل ہوئے۔ جنہوں نے مقابلہ جات میں بیشتر انعامات حاصل کئے۔

مال

چندہ مجلس کی ایک قلیل رقم کے علاوہ باقی تمام چندہ جات سو فیصد وصول ہو چکے ہیں۔ بقیہ رقم بھی انشاء اللہ ماہِ رواں میں وصول ہو جائے گی۔

تحریک جدید

تمام خدام تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہیں دفتر دوم اور سوم کے وعدہ جات -/۲۷۷ روپے کئے ہیں

خدمتِ خلق

۸۷ مریضوں کو -/۲۴۴ روپے کی مالی امداد اور ادویہ دی گئیں۔ ۱۵ مریضوں کا علاج مفت کیا گیا۔ ۲۷ مریضوں کی عیادت کی گئی۔ ۹ خدام نے اپنے خون کا گروپ ٹیسٹ کروایا۔ تا بوقتِ ضرورت فوری طور پر خون دیا جا سکے۔ ۳ خدام نے تین بوتل خون مریضوں کو بطور عطیہ دیا۔ -/۵۰۴ روپے بطور قرضہ حسنہ دیئے گئے۔

وقارِ عمل

ایک سڑک پر واقع پانی کے نل کا فرش خراب ہونے کے باعث گڑھا پڑ گیا تھا۔ مجلس کے ۲۶ خدام اور اطفال نے ۷ گھنٹے کام کر کے اس کا پختہ فرش تیار کیا۔ اس پر مجلس نے -/۴۱ روپے خرچ کئے۔ ایک مقامی روزنامہ نے یہ خبر نمایاں طور پر شائع کی

اشاعت

-/۳۹ روپے کے اشتہارات برائے خالد حاصل کئے گئے۔ خالد اور تشحیذ الاذہان کے چار چار نئے خریدار بنائے گئے۔

صحتِ جسمانی

روزانہ فٹ بال کھیلا جاتا ہے مقامی اور بیرونی ٹیموں سے سات میچز کھیلے گئے جن میں سے چھ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس ہذا کی ٹیم جیتی۔ نیز ایک کامیاب ٹرپ بھی منائی گئی۔

جستہ جستہ

تربیتی کلاس

مجلس خدام الاحمدیہ کنری کے تحت ۹ تا ۱۳ ظہور ایک تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ جس میں ۴۰ خدام اور ۲۵۔ اطفال شامل ہوئے۔ اس کلاس میں مکرم رانا محمد خاں صاحب واقفِ زندگی، مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب مکرم حیدر علی صاحب ظفر متعلم جامعہ احمدیہ اور مکرم قائد صاحب مجلس ہذا نے خطابات فرمائے۔

مجلس خدام الاحمدیہ نوشہرہ نے بھی ۱۲ تا ۱۹ ر وفا ایک کامیاب تربیتی کلاس منعقد کی۔

سالانہ اجتماع

سالانہ اجتماع:۔ مکرم ملک محمد سلیم صاحب متعلم جامعہ احمدیہ کے تعاون سے مجلس خدام الاحمدیہ ڈیرہ غازیخان نے اپنا دس روزہ چوتھا سالانہ اجتماع منعقد کیا جس میں مجلس ہذا کے خدام و اطفال نے شرکت کرکے علوم دینیہ حاصل کئے تقاریر اور ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے غیراز جماعت افراد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا اور خدمتِ خلق کے کام کئے گئے۔

(محمد کریم ہاشمی قائد مجلس)

تعلیمی کورس

تعلیمی کورس:۔ ۱۳ر ظہور ادریجم توک کو مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ جنوبی ضلع خیرپور (کرونڈی) کا دو روزہ تعلیمی کورس منعقد ہوا۔ جس میں اندازاً ۴۰ خدام اور ۲۸۔ اطفال نے شرکت کی مکرم نذیر احمد صاحب ریحان مربی سلسلہ، قائد صاحب علاقائی اور معلم صاحب وقفِ جدید نے خدام و اطفال کو قرآن کریم، حدیث اور کتب

ہفتہ ـــــــــ ۱۹ اخاء (اکتوبر)

وقت	پروگرام
۴-۰۰	بیداری
۴-۰۰ تا ۴-۱۵	تیاری برائے نماز تہجد
۴-۱۵ تا ۴-۴۵	نماز تہجد
۵-۰۰ تا ۵-۲۰	نماز فجر
۵-۲۰ تا ۵-۳۰	درس قرآن مجید
۵-۳۰ تا ۵-۵۰	تلاوت قرآن مجید (تمام خدام تلاوت قرآن کریم کریں گے)
۵-۵۰ تا ۶-۱۰	تلاوت قرآن کریم کا فائنل مقابلہ
۶-۱۰ تا ۶-۳۰	ورزش
۶-۳۰ تا ۷-۱۰	ناشتہ (اس دوران والی بال ۱ - ۲ - ۳ کے مقابلے ہوں گے)
۷-۱۰ تا ۹-۴۵	فٹ بال ۳ - کبڈی ۳ انفرادی کھیلیں (دوڑ ۱۰۰ گز، ۴۴۰ گز- ایک میل، لمبی چھلانگ اونچی چھلانگ، کلائی پکڑنا، گولہ پھینکنا، نیزہ پھینکنا، نشانہ غلیل، اونچی آواز، خدام کے انفرادی مقابلہ کے علاوہ مہتممین مرکزیہ اور قائدین علاقائی و اضلاع کا بھی نشانہ غلیل کا مقابلہ ہوگا۔ مقابلہ مشاہدہ و معائنہ۔ فارسی قصیدہ ’’عجب نوریست در جان محمد،، سنانے کا مقابلہ۔ مقابلہ مضمون نویسی
۹-۴۵ تا ۱۱-۱۵	علمی مقابلے (عام معلومات ہر سہ معیار)
۱۱-۱۵ تا ۱۲-۰۰	پرچہ قرآن مجید و عام دینی معلومات (ہر خادم کی شمولیت لازمی ہے)
۱۲-۰۰ تا ۱-۰۰	تقریری مقابلہ (معیار دوم)
۱-۰۰ تا ۲-۰۰	وقفہ برائے طعام و تیاری نماز (اس دوران اذان کا مقابلہ ہوگا)
۲-۰۰ تا ۲-۲۰	نماز ظہر و عصر
۲-۲۰ تا ۲-۴۵	ذکر حبیب
۲-۴۵ تا ۴-۴۵	شوری، انتخاب صدر مجلس، سب کمیٹیوں کی رپورٹیں پیش ہونگی
۴-۴۵ تا ۵-۴۵	کبڈی ۴ فٹ بال ۴ والی بال ۴
۵-۴۵ تا ۵-۵۵	تیاری نماز
۵-۵ تا ۶-۱۰	نماز مغرب
۶-۱ تا ۶-۲۵	درس احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۶-۲۶ تا ۷-۲	وقفہ برائے طعام و تیاری نماز

وقت	پروگرام
۷-۲۵ تا ۷-۳۰	نماز عشاء
۷-۳۰ تا ۸-۲۵	تلقین عمل
۸-۲۵ تا ۹-۲۵	تقریری مقابلے (معیار اول)
۹-۲۵ تا ۱۰-۳۰	علمی و مذہبی سوالات کے جوابات
۱۰-۳۰	شب بخیر

تیسرا دن

اتوار ——— ۲۰ اخاء (اکتوبر)

وقت	پروگرام
۴-۰۰	بیداری
۴-۰۰ تا ۴-۱۵	تیاری برائے نماز تہجد
۴-۱۵ تا ۴-۴۵	نماز تہجد
۵-۰۰ تا ۵-۲۰	نماز فجر
۵-۲۰ تا ۵-۳۰	درس قرآن مجید
۵-۳۰ تا ۵-۵۰	تلاوت قرآن مجید (تمام خدام تلاوت قرآن مجید کریں گے)
۵-۵۰ تا ۶-۲۰	ورزش
۶-۲۰ تا ۷-۰۰	ناشتہ (اس دوران پیغام رسانی اور پھر رسہ کشی کے مقابلے ہوں گے)
۷-۰۰ تا ۷-۵۰	والی بال فائنل
۷-۵۰ تا ۸-۳۰	کبڈی فائنل
۸-۳۰ تا ۹-۳۰	فٹ بال فائنل
۹-۳۰ تا ۱۰-۰۰	ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
۱۰-۰۰ تا ۱۱-۱۵	تلقین عمل مہتممین مرکزیہ
۱۱-۱۵ تا ۱۱-۴۵	خطاب صدر محترم
۱۱-۴۵ تا ۱۲-۱۵	پرچہ ذہانت (ہر خادم کے لئے لازمی ہوگا)
۱۲-۱۵ تا ۱-۱۵	وقفہ برائے طعام
۱-۱۵ تا ۳-۰۰	شوریٰ
۳-۰۰ تا ۳-۳۰	نماز ظہر و عصر
۳-۳۰ سے	تقسیم انعامات
	الوداعی خطاب حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عہد و دعا

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)